SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, November 18, 2005

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty six minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰه من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم

قل انظروا ما ذا فی السموت والارض وماتغنی الایت والنذرعن قوم لا یومنونO فھل ینتظرون الا مثل ایام الذین خلوا من قبلھم قل فانتظروا انی معکم من المنتظرینO ثُم ننجی رسلنا والذین امنوا کذلک حقا علینا ننج المومنینO

ترجمہ ۔ ان سے کہو "زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے اسے آنکھیں کھول کر دیکھو"۔ اور جو لوگ ایمان لانا ہی نہیں چاہتے ان کے لئے نشانیاں اور تنبیہیں آخر کیا مفید ہوسکتی ہیں ؟ اب یہ لوگ اس کے سوا اور کس چیز کے منتظر ہیں کہ وہی برے دن دیکھیں جو ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگ دیکھ چکے ہیں ؟ ان سے کہو "اچھا، انتظار کرو، میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔" پھر (

جب ایسا وقت آتا ہے تو) ہم اپنے رسولوں کو اور ان لوگوں کو بچا لیا کرتے ہیں جو ایمان لائے ہوں - ہمارا یہی طریقہ ہے - ہم پر یہ حق ہے کہ مومنوں کو بچا لیں- صدق الله العظیم-

(سورہ یونس آیت ۱۰۰-۱۰۳)

جناب چیئرمین: جزاک اللہ- بسمِ اللہ الرحمٰن الرحیم- اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد-

جی رضا صاحب-

Mian Raza Rabbani (Leader of the Opposition): Mr. Chairman Sahib, you would recall that in yesterday's sitting a very important question of transparency was raised by the Opposition and it was raised in all earnestness. It was not raised to malign any particular person but it was raised on the basis that this government has been talking about transparency and it has based its governance, on that very basic pillar but I don't know for what reasons they were shying away from it and in that contest we walked out yesterday. Since it was not agreed to refer the matter to the Standing Committee, the combined Opposition has had a parliamentary meeting and we came to the conclusion that owing to the fact that tomorrow is the donors conference, the combined Opposition feels that it would not be appropriate for us to continue our boycott because that is the course of action we would have taken. The combined Opposition would have continued its protest and would continue to boycott the Senate session but keeping in view that this is a national cause, keeping in veiw that this is a cause in which thousands and millions of Pakistani men, women and children are affected, keeping in view their cause, they are in our hearts because we are from amongst

them, the combined Opposition decided to come back and join the proceedings but we do not intend to leave this matter in the lurch.

We have, therefore, decided that we would be requisitioning a session of the Standing Committee on Finance and our members in the Standing Committee on Finance would then be asking the committee to take suo moto notice of this matter which was raised on the floor of the House. Thank you sir.

سینیٹر وسیم سجاد (قائد ایوان)، سب سے پہلے تو میں اپنی جانب سے اور تمام ممبران کی جانب سے یہ کہنا چاہوں گا کہ ہم اپوزیشن کے لیڈر رضا ربانی صاحب اور تمام اپوزیشن لیڈروں کا دل سے احترام کرتے ہیں اور سیاست میں نقطہ نظر میں اختلاف تو ہو سکتا ہے لیکن یہ احترام ہے اورخصوصاً میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کی روایت ہے کہ ہم ایک دوسرے کی بات سنتے ہیں اور ایک دوسرے کے خیالات کی قدر کرتے ہیں۔

آج میں سمجھتا ہوں پھر رضا ربانی صاحب نے وسیع القلبی اور وسیع النظری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس چیز کا احساس کیا ہے کہ اس وقت پاکستان کو جن مشکلات کا سامنا ہے اور ان مشکلات میں donors کانفرنس ہو رہی ہے اور ساری دنیا سے یہاں پر لوگ آئیں گے اور مقصد سب کا یہی ہے کہ اس مشکل کی گھڑی میں جتنی بھی ہم مدد کر سکیں، جو بھی ہم سے ہو سکتا ہے وہ کریں ان بھائیوں،بہنوں اور بزرگوں کے لیے جو اس آفت کا شکار ہوئے ہیں اور جن کی زندگیاں ان سے چھن گئیں ہیں اور جو اس وقت بہت برے حالات کا سامنا کر رہے ہیں۔ میں اس کی قدر کرتا ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس کا احساس کیا۔

جناب والا! کل جو بات ہوئی تھی، ہماری جانب سے صرف اتنا کہا گیا تھا کہ مہربانی کر کے الزام نہ لگائیں کیونکہ سیاست میں آپ بھی ہیں اور ہم بھی ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ اس قسم کے الزامات لگانا مناسب نہیں ہوتا جب تک کوئی ثبوت نہ ہو۔ اس لئے ہم نے react کیا تھا۔ دوسری بات یہ تھی کہ میں نے یہ کہا تھا کہ Rules کے مطابق جو چیز لائی جائے ہمیں کوئی

اعتراض نہیں ہوگا لیکن surprise اس طرح کی ہوں گی تو ہمیں بھی مشکلات ہوں گی کل آپ کو بھی مشکلات ہوں گی ۔ میں ان کی اس بات کی قدر کرتا ہوں ۔ میرے خیال میں جہاں تک اس معاملے کا کمیٹی میں جانے کا تعلق ہے میں نے کل بھی کہاتھا کہ ہم نے کبھی اس چیز کی حمایت نہیں کی کہ اس کی transparency نہیں ہونی چاہیے۔ ہر ایک ممبر یہ چاہتا ہے ، خواہش ہے نہ صرف ارکان کی خواہش ہے بلکہ صدر صاحب اور وزیراعظم صاحب نے بھی کہا ہے کہ مکمل transparency ہو گی اور ہونی چاہیے ۔ کسی کے دل میں یہ خدشہ نہیں ہونا چاہیے کہ ہم کوئی چیز چھپانے کی کوشش کریں گے یا پردہ ڈالنے کی کوشش کریں گے ۔میرے خیال میں جمہوریت کا مقصد ہی یہ ہے کہ ہر چیز سامنے ہو، عیاں ہو ، صاف شفاف ہو ۔اس میں کسی کو شک و شبہ نہیں ہونا چاہیے ۔

جناب والا! دوسرا ہم نے یہ بھی کہا تھا کہ Parliamentary Committee بھی اسی لئے تشکیل دی گئی ہے یا اس کی خواہش ظاہر کی گئی ہے تاکہ ارکان پارلیمنٹ کا ان چیزوں پر کنٹرول ہو ۔جہاں تک اس معاملے کا کمیٹی میں جانے کا تعلق ہے ۔ کل بھی رضا صاحب نے یہ کہا تھا کہ میں allegations withdraw کرتا ہوں اور میں پھر کہوں گا کہ میں ان کے جذبات کی قدر کرتا ہوں میں سمجھتا ہوں انہوں نے صحیح کہا تھا ۔ کل گرما گرمی تھی تو آج اس بارے میں میں سمجھتا ہوں مناسب یہی ہوگا کہ Minister Sahib ہی اس پر statement دے دیں کہ وہ کمیٹی کے بارے میں کیا کہتے ہیں کیونکہ ویسے تو ہمارا consensus ہے لیکن مناسب ہوگا کہ ان کی سطح سے یہ بات آئے تاکہ حکومت کا نقطہ نظر ایوان کے سامنے آجائے ۔

جناب چیئرمین: جی چیمہ صاحب۔

جناب مشتاق علی چیمہ (وفاقی وزیر برائے ٹیکسٹائل): شکریہ جناب چیئرمین! حکومت کو کبھی بھی کوئی اعتراض نہیں ہوتا کہ کوئی question کرے ، کوئی explanation لے ۔یہ آڈٹ کمیٹی کرے ، آڈیٹر جنرل کرے یا local auditor کرے یا کوئی بین الاقوامی سطح پر کوئی آڈٹ ہو یہ تو Prime Minister بھی ، صدر صاحب بھی اور ہم سب لوگ بھی کہتے ہیں بلکہ ان کو offer ہے کہ یہ پارلیمانی کمیٹی میں شامل ہوں اور خود بیٹھ کرساری چیزوں کو

monitor کریں اور دیکھیں کیا صحیح ہو رہا ہے یا نہیں - کیا اس میں کوئی بہتری ہوسکتی ہے اس کو ہم سب نے کرنا ہے -یہ کمیٹی میں جانا میرے لئے یا حکومت کے لئےکوئی مسئلہ نہیں ہے - آپ اس کو کمیٹی میں لے جاکر اس forum پر discuss کرنا چاہتے ہیں تو سو بسم اللہ - یہ ضرور کریں مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے -

جناب چیئرمین: The efforts have been done جی وسیم صاحب

سینیٹر وسیم سجاد: جناب میں ایک عرض کروں -چونکہ یہ technical معاملہ ہے the concerned committee would be either the Textile Committee or the Industries Committee کیونکہ یہ technical معاملہ ہے کہ standard صحیح ہے ' ٹھیک ہے ' درست ہے نہیں ہے یہ جو concerned کمیٹی ہے اس کو بھیج دیا جائے -

Mr. Chairman: Ok. Then let me see that who would coordinate that, I think it should go to the relevant Committee, let me just clarify that this matter is related also and I will coordinate with you and we think we will give it to a relevant committee but these efforts have created a conducive atmosphere, I, very much appreciate and hope this spirit will continue. Yes.

سینیٹر وسیم سجاد: جناب! میں آپ کی وساطت سے یہ درخواست کروں گا کہ ناراض نہ ہوا کریں - جو بھی معاملے ہیں we have always shown our willingness to solve matters through discussions, through talks and we always accommodated whatever they pointed out وہ کہتے ہیں ----

جناب چیئرمین: میں سب سے درخواست کروں گا کہ سب افہام وتفہیم اور باہمی تعاون دونوں طرف سے رہے So, I think that these efforts are very much appreciated

Senator Wasim Sajjad: Sir, you know when Asfandyar Wali

smiles, we all feel very happy because he feels everything is ok.

آج صبح بہت ناراض لگ رہے تھے میں ڈر گیا تھا۔

Senator Asfandyar Wali: Sir, I am sorry for giving that impression to Wasim Sahib, but certain unpleasant things took place that is a basic human nature, people become emotional and certain things take place, then over a time one thinks it over and feels that this should not happen. Yes I was grieved and I didn't smile at, I came this morning because of the attitude of last night but this morning when he came, Agha Sahib of course he is also smiling, he is very accommodating specially when Wasim Sahib came and he was so accommodating that I could not resist.

Mr. Chairman: I am glad. Yes Dr. Sahib.

Senator Dr. Abdullah Riar: Sir, I, being a mover be asked to join the Committee proceedings so that I can put forward the presentation.

QUESTIONS AND ANSWERS

Mr. Chairman: Now, we take up the Question Hour. Question No.67. Syed Murad Ali Shah.

67. * Syed Murad Ali Shah: will the Minister for Health be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the Federal Government employees are not provided free medical facilities at their home district hospitals, if so, its reasons; and

(b) whether there is any proposal to provide this facility in

their home districts?

Mr. Muhammad Nasir Khan: (a) No. Where there is no Federal Government Hospital, the Federal Government Employees can avail the facilities of the Provincial Governments and if they are charged for any facility or they have to purchase medicines from the market the expenditure incurred is reimbursed to them.

(b) This facility is already available as explained earlier.

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: جناب چیئرمین شکریہ۔ میرا وزیرصحت سے سوال ہے کہ بلوچستان میں متحدہ عرب امارات کی طرف سے ایک بڑا ہسپتال تعمیر کیا گیا ہے اور گزشتہ 9 سال سے یہ ہسپتال بنا پڑا ہے لیکن وفاقی حکومت اسے اب تک اپنے control میں نہیں لے رہی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ وہاں جب یہ ہسپتال بنایا گیا تو اس وقت متحدہ عرب امارات کے صدر مرحوم شیخ زید بن سلطان النہیان سے یہ بات نہیں ہوئی تھی کہ یہ ہسپتال وفاقی حکومت اپنی تحویل میں لے گی۔ میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ ہسپتال وفاقی حکومت اپنی تحویل میں لے لے تاکہ یہ عظیم الشان عمارت جو کروڑوں روپے سے بنائی گئی ہے ختم بھی نہ ہو اور اس کی افادیت کے حوالے سے علاج بھی وہاں شروع کیا جائے۔

جناب محمد نصیر خان (وفاقی وزیرصحت): جناب چیئرمین! اس سوال کا تعلق اصل سوال سے نہیں ہے لیکن میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔ جب یہ شیخ زید ہسپتال بنایا گیا تھا تو intention یہ تھی کہ جیسا کہ شیخ زید ہسپتال لاہور وفاقی حکومت کے تحت ہے یہ بھی اسی طرح وفاقی حکومت کے زیرکنٹرول ہوگا یہ آٹھ، نو سال پہلے کی بات ہے لیکن اس کے بعد پھر صوبائی حکومت نے کہا کہ آپ ہمیں دیں ہم اس کو چلانا چاہتے ہیں there was a tussle between the Federal Government and the Provincial Government. Unfortunately, اس میں بہت وقت گزر گیا اور پھر اس زلزلے کے المیہ سے پہلے وزیر اعلیٰ اور گورنر بلوچستان نے وزیر اعظم صاحب کو خط لکھا کہ یہ ہسپتال خراب ہو رہا ہے اس لیے آپ

اس کو چلائیں ۔ So, we have got the instructions. اور یہ معاملہ because of this tragedy delay ہوگیا۔ لیکن ہم اس کی feasibility بنا رہے ہیں ، ہم نے experts بھی بھیج دیے ہیں ۔ اس کا تھوڑا سا civil work شروع کرا دیا ہے اور اس کے اندر کچھ نہیں ہے اور اب انشاء اللہ ہم اس ہسپتال کو take over کریں گے اور اس کو جلد سے جلد rehab کر کے چلانے کی کوشش کریں گے۔

جناب چیئرمین: پروفیسر محمد ابراہیم خان۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین شکریہ۔ جناب والا! سوال یہ تھا کہ whether it is a fact that the Federal Government employees are not provided free medical facilities at their home district hospitals, if so, its reasons.

اس کا جواب دیا گیا ہے ۔

No. Where there is no Federal Government hospital, the Federal Government employees can avail the facilities of the Provincial Governments and if they are charged for any facility or they have to purchase medicines from the market the expenditure incurred is reimbursed to them.

جناب چیئرمین! میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہوں گا میرے خیال میں سوال کا جواب درست نہیں ہے وہ اس طرح کہ گریڈ ایک سے سولہ تک کے ملازمین جب تک ہسپتال میں admit نہ ہوں ان کو کوئی reimbursement نہیں ہوتی اور یہاں پر انہوں نے کہا کہ if they are charged, they are certainly charged ایک نکتہ تو یہ ہے کہ گریڈ ایک سے سولہ تک کے ملازمین کو admission کے بعد reimbursement ہوتی ہے ۔ Grade 17 سے اوپر کے ملازمین کو outdoor patient کی حیثیت سے بھی reimbursement ہوتی ہے اور وزیر صاحب خود جانتے ہیں کہ reimbursement میں کتنی مشکلات ہوتی ہیں۔ تھوڑے سے پیسوں کے لیے تو

آدمی reimbursement کے لیے جاتا ہی نہیں، اس لیے کیا یہ مناسب نہیں ہوگا کہ صوبائی حکومت سے بھی یہ کہا جائے کہ پورے صوبے میں نہ سہی home district میں کم از کم یہ facility ان کو دی جائے۔

سوال کے حصہ (ب) میں پوچھا گیا ہے کہ whether there is any proposal to provide this facility in their home districts? اس میں جواب یہ دیا گیا ہے کہ this facility is already available as explained earlier میری گزارش یہ ہے کہ facility جس انداز سے دی جاتی ہے یہ مناسب نہیں ہے اور صوبائی حکومت کو پابند بنایا جائے کہ وفاقی حکومت کے ملازمین اپنے home districts میں provincial hospitals سے بھی facility avail کر سکیں اور reimbursement پر ان کو مجبور نہ کیا جائے بلکہ directly ان کو facilitate کیا جائے۔

جناب محمد نصیر خان، جناب والا! بڑا اہم سوال ہے ۔ سوال کے پہلے حصے کا جواب یہ ہے کہ general practice یہ ہے کہ جہاں پر وفاقی حکومت کے ہسپتال ہیں وہاں پر تو کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن پورے پاکستان کے اندر کہیں بھی اگر جائیں تو صوبائی حکومتوں کی facilities بھی حکومت کی facilities ہیں اور وہ totally free ہیں اور مفت ہیں and they are not supposed to charge the employees لیکن اگر by chance کوئی ایسی دوائیاں ہیں یا وہ کچھ charge کرتے ہیں تو جب ہمارے پاس bill immediatelyemployees اگر پیش کرتے ہیں تو I think within three weeks or four weeks maximum وہ reimburse کر سکتے ہیں، ہو سکتا ہے کبھی ایک ہفتے میں بھی ہو جاتے ہیں لیکن problem وہاں آتی ہے جب لوگ private practitioners کے پاس جاتے ہیں اور ہمیں جو problem آتی ہے کہ when they go to private practitioners اور پھر یہاں لے آتے ہیں کہ نہیں emergency ہو گئی ہے، اس میں تھوڑا سا مسئلہ ہوتا ہے because پھر تو وہ uncontrolled ہو جاتا ہے لیکن اگر گورنمنٹ کی ہو تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

دوسری بات ہے کہ ہم provincial governments کو بھی انشاء اللہ کہہ دیں گے

اور ایک اور انہوں نے جو point اٹھایا ہے کہ Grade-17 اور اس سے below کے admit کا مسئلہ ہوتا ہے that is also a valid point لیکن ہم نے اس کے متعلق changes بھجوا دی ہیں کہ سارے employees covered ہوں۔

اس کے علاوہ آپ نے part (b) کی بات کی وہ اس لیے ہم زیادہ نہیں کر سکتے کیوں کہ زیادہ تر employees جو federal government کے around اسلام آباد ہوتے most of them settle around this area. تو یہاں پر تو ہمارے پاس Poloyclinic, PIMS اور دوسرے بھی ہیں۔ اگر وہ اپنے home district پر جائیں گے تو we will make a system کہ ان کا اپنے home district میں علاج free ہو۔

جناب چیئرمین، جی مہیم خان صاحب۔

سینیٹر مہیم خان بلوچ، وزیر صاحب نے پروفیسر ابراہیم کے سوال کا جواب اچھے طریقے سے دیا ہے۔ میں بھی ایک clearance چاہتا ہوں کہ federal employees کے لیے جہاں ان کے home districts میں federal hospital نہیں ہے تو ان کے لیے کیا پالیسی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ بلوچستان میں اب تک Medical Institution نہیں ہے۔ کیا Federal Government کے زیر غور کوئی Federal Hospital کی پالیسی ہے جیسے کہ لیاقت صاحب نے بھی کہا تا کہ وہاں بھی یہ سہولت میسر ہو؟

جناب محمد نصیر خان، اس میں دو سوال ہیں۔ پہلا سوال تو وہی ہے جیسے میں نے کہا لیکن جہاں پر بھی provincial government headquarter, district hospitals ہیں ان کا کام بھی یہی ہے کہ اگر federal employees کوئی بھی ہیں تو ان کا علاج کریں that is mandatory on them. اور اگر کوئی مسئلہ ہو تو آپ ہماری طرف رجوع کریں لیکن this is a standard اور اس کو ہم اور follow up کر دیں گے اور میرا خیال نہیں ہے کہ ایسا کوئی problem ہے۔ اگر کوئی ہوتا ہے تو پھر دیکھ لیں گے۔

دوسری جو بات انہوں نے کی ہے کہ بلوچستان میں Federal Health Institutions کی کوئی facility نہیں ہے primarily' اسی لیے زیادہ تر ہم نے کوشش کی ہے کہ health

should be a provincial matter جو normal health کی coverage ہے وہ provincial
matter ہے اور اسی طرح بلوچستان کی گورنمنٹ نے بہت اصرار کیا تھا، پہلے بھی، نہیں۔ ہم خود
بنانا چاہتے ہیں، ہم خود چلائیں گے اور اسی طرح شیخ زید ہسپتال پر بھی بات ہوئی تھی that was
the main problem اس کے اندر سہولت ہے اور اس میں اب تقریباً اب سات سال گزر گئے ہیں
اور اب پھر وہ کہہ رہے ہیں، نہیں because of funding, اس کو چلانے کے لئے بڑی رقم
کی ضرورت ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ Federal Government آپ چلائیں۔ یہ جمالی صاحب کے
زمانے میں اس کی بات چیت شروع ہوئی تھی but at that time they said نہیں، ہم چلائیں
گے۔ اب انہوں نے کہا کہ جی نہیں ہم نہیں چلا سکتے ہیں، Federal Government چلائے تو
سات سال بعد، اب ہمیں دو ماہ پہلے instructions آئی ہیں لیکن ایک اور بات ہے کہ they
are also saying that provincial government should be looking after the
undergraduate or basic training اور دوسری جو health coverage ہے، Federal
Government کا ایک مقصد ہے for example PIMS, Shaikh Zaid, JPMC وغیرہ کہ
جب باقی ہسپتال رہ جائیں these are postgraduate hospitals یہاں پر training ہو، یہاں
research ہو۔ یہ level جو ہے medicine treatment کا وہ کہیں اور لے کر جائیں، یہ ہماری
بدقسمتی ہے اس لیے میں کہتا ہوں کہ سب سے بڑا دشمن ڈاکٹر کا ڈاکٹر ہی ہوتا ہے کہ لڑائیاں کر
کرکے وہ وہاں لے گئے ہیں۔ الحمدللہ دو تین سال میں ہم واپس لے کر آتے the
investment is coming back, politics is going out ہم نے doctors کو عزت دی
ہے کہ you are supposed to bring doctors and produce doctors of
excellence. جو ہم 1970 میں produce کرتے تھے، آج تک اگر ہم doctors کا جو
reputation west میں دیکھ رہے ہیں وہ اس لیے کہ 70s کی جو product تھی they were
the best product, they did miracles in the United States in the Middle
East, in Europe اور اس کے بعد ہمیں تھوڑی problems ہیں that is the criteria, we
try to focus کہ جی federal government اس پر focus کرے۔

Mr. Chairman: Question No. 68, Dr. Kausar Firdaus.

68. *** Dr. Kausar Firdaus:** Will the Minister for Health be pleased to state:

(a) the number of male and female persons who qualified as doctors from 2000 to 2004; and

(b) the number of female doctors working in the Federal Government Hospitals in the country with province-wise break- up?

Mr. Muhammad Nasir Khan: (a) The number of male and female qualified registered doctors from 1-1-2000 to 31-12-2004 are as under:-

Medical		Dental	
Male	Female	Male	Female
12412	12778	996	1275

(b) The province-wise number of lady doctors working in the Federal Government Hospitals is at Annex-I.

Annex-I

PROVINCE-WISE NUMBER OF LADY DOCTORS WORKING IN THE FEDERAL GOVERNMENT HOSPITALS

Hospital	Punjab	Sindh	NWFP	Balochistan	FATA	AJK
Federal Government Services Hospital, Islamabad	89	11	19	02	06	02
Pakistan Institute of Medical Medical Sciences, Islamabad	56	07	13	05	02	01
National Institute of Child Health, Karachi	10	11	01	03	-	-
National Institute of Cardiovascular Diseases, Karachi	-	07	-	01	-	-
Tuberculosis Centre, Rawalpindi	02	01	-	-	-	-
Jinnah Postgraduae Medical Centre, Karachi	25	43	07	03	-	01
Central Health Establishments, Karachi	14	09	02	01	01	-
National Institute of Handicapped, Islamabad.	10	-	01	-	01	-

Mr. Chairman: Any supplementary question?

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس ۔ جناب چیئرمین ! اس میں total number of the male and female doctors جو pass out ہوتے ہیں اور جو کام کر رہے ہیں۔ میں نے وہ سوال پوچھا تھا اس میں جو لیڈی ڈاکٹر ہسپتالوں میں کام کر رہی ہیں یہ total جو ابھی میں نے کیا ہے یہ 358 ہے۔ اب جو ڈاکٹر بنی وہ 12778 ہیں ۔ جو dentist وہ 1275 یعنی کوئی چودہ ہزار کے لگ بھگ ہوئیں اور ان میں سے جو کام کر رہی ہیں وہ 358 ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ جاننا چاہوں گی کہ کیا وجہ ہے کہ ہم اپنی لیڈی ڈاکٹروں پر اتنا خرچ تو کرتے ہیں مگر وہ عملاً میدان میں آکر اپنی خدمات سرانجام نہیں دے پاتیں۔ کیا اس کی کوئی وجوہات تلاش کی گئی ہیں اور دوسرا میرا سوال یہ ہے کہ پھر اس کا کوئی ازالہ کرنے کا کوئی پلان ہے کہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، جی منسٹر صاحب۔

جناب محمد نصیر خان، میرا خیال ہے کہ بہت اہم سوال ہے اور جب ہم کہتے ہے کہ gender imbalance ہے اور gender equality ہونی چاہیے۔ عورتوں کو آگے آنا چاہیے۔ ہم سارے کہتے ہیں کہ بالکل بہت صحیح بات ہے۔ but unfortunately جو سوال یہاں پر تھا وہ یہ لکھا ہوا تھا کہ will the Minister for Health be pleased to state the number of male and female persons who qualified as doctors from 2000 to 2004 اگر یہ سوال لکھتے کہ how many dropped out تو میں اس کا جواب دیتا لیکن I will still answer that question. Unfortunately جو بیٹیاں ہماری medical study کرتی ہیں In the first year or the second year mainly about30% of female doctors are dropped وہ یہ ہے کہ ہماری تہذیب، ہمارا culture ہے کہ جب شادیاں ہوتی ہیں اور کئی دفعہ ان کو restriction آتی ہے کہ وہ کام نہیں کر سکتیں۔ اس کے علاوہ اگر in laws نہیں کہتے تو میاں کہتے ہیں کہ جی نہیں آپ نے کام نہیں کرنا ۔ So the drop out of female doctors is very very

high. اچھا' اگر آپ admissions میں لیں تو ماشاء اللہ the girls are doing brilliant. سو
اگر پچھلے سال کا آپ لیں تو مثال کے طور پر پچھلے سال 65% میرٹ کے اوپر بچیاں تھیں and
they beat boys اب admissions جب ہوتی ہیں تو the girls are going in more اور
جب باہر نکلتی ہیں تو the drop out of the women is much more then any
country in the world. تو یہ ایک imbalance ہے۔ اس کا حل میرا خیال ہے وہ خود ڈاکٹر
ہیں She will be able to provide a very good answer. کہ this is one of our
cultural, problems

Mr. Chairman: She is a practicing doctor.

Mr. Muhammad Naseer Khan: She is practicing doctor, I was in the Senate, but she should be able to answer this question but I think it is very important, I think this has been a legislative issue, we should seriously think about this.

جو ہمیں کہہ رہے ہیں ۔ even there should be quotas for the male now, so there
is the gender bias against the male admission کہ جی وہ رہ جاتے ہیں۔ لڑکوں کو
oboviously all because academically the girls have much better marks ان
کے marks بہت high ہوتے ہیں۔ لیکن when we spent so much money پانچ سال
you spent so much money دس لاکھ ہے جو بھی خرچہ حکومت کا ہوتا ہے۔ and then
اس we lose a lot trained female doctors because of our cultural problems
حساب سے بھی سارا مسئلہ ہو جاتا ہے۔ I think serious thought has to be given.

جناب چیئرمین ، جناب کاکڑ صاحب۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ ، جناب چیئرمین! کیا اس کارروائی کو صرف اس بنیاد پر آگے چلائیں گے کہ تین سپلیمنٹری کے علاوہ چوتھا سپلیمنٹری نہیں ہوگا۔ اس میں ریکارڈ کی درستگی کے لئے عرض ہے اور اس سے ریکارڈ کی درستگی ہو جائے گی۔ جناب وزیر صاحب

نے فرمایا ہے کہ کوئٹہ میں جو شیخ زید ہسپتال ہے۔ جناب کو علم ہوا ہے دو مہینے سے صوبائی حکومت نے کہا ہے کہ -------

(مداخلت)

Mr. Chairman: Riar sahib, Can I read somebodys mind. I have asked yesterday also and you speak quite often sometime I like to give a chance to those people who have not spoken that often, Ansari sahib is one of those.

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ. وزیر صاحب نے فرمایا کہ سات سال تک تو صوبائی گورنمنٹ کی یہ خواہش تھی کہ وہ خود چلائیں گے اب دو مہینے سے مرکزی حکومت کے نوٹس میں آیا ہے کہ صوبائی حکومت اس کو چلانے کی اہل نہیں ہے۔ یا ان کی capacity میں نہیں ہے لہذا فیڈرل گورنمنٹ سے request کی گئی ہے کہ وہ اس کو hand over کرے۔ فیڈرل گورنمنٹ اس پر غور کرے گی۔ جناب عالی! آج سے ٹھیک اڑھائی سال پہلے میں نے اسی floor پر ------

جناب چیئرمین، نہیں، آپ سوال پر بات کریں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ. نہیں میں گزارش کرتا ہوں کہ ہاؤس کے فلور پر جو بھی statement دے دی جائے بس ٹھیک ہے آپ اس کو سمجھتے ہیں۔

جناب چیئرمین، تین پر، میں عرض کر رہا ہوں ۔

جناب رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، اب اس پر ہمارا لکی نمبر نہیں نکلا، اس لیے ---

جناب چیئرمین، اس لیے باری باری کریں گے۔ آپ لکھ کر پوچھ سکتے ہیں۔ آپ کے سوال پر تو کوئی پابندی نہیں ہے۔ آپ بعد میں بھی سوال کرلیں۔ انصاری صاحب ، ریاڑ صاحب آپ کی طرف بھی آتا ہوں ۔ آپ کو بھی موقع مل جائے گا اور آپ کا بھی نمبر آ جائے گا۔ تشریف رکھیئے ، انصاری صاحب ، سانکزئی صاحب آپ لکھ کر سوال پوچھ سکتے ہیں۔ لکھ کر پوچھ لینا ، کیا کروں ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، آپ لکھ کر سوال پوچھ لیں ۔ آپ یہاں out of turn بات کر رہے ہیں۔ آپ لکھ کر پوچھ لیں۔ آپ لکھ کر پوچھ لیں آپ کو پورا right ہے ۔

سینیٹر ڈاکٹر عزیز اللہ سانگزئی، اب نہیں بولیں گے تو کب بولیں گے۔ اب انہوں نے کہا ہے ---

جناب چیئرمین، انصاری صاحب کو موقع دیں۔ وہ بولنا چاہ رہے ہیں اور بڑے عرصہ کے بعد انہوں نے یہ پوچھا ہے ۔ انصاری صاحب ۔

سینیٹر عبداللطیف انصاری، جناب منسٹر صاحب سے سوال یہ تھا یہ B, para ہے اس میں annexure دیا ہوا ہے' اس میں زیادہ seats کراچی اور اسلام آباد کی ہیں' جتنے بھی اسلام آباد کے ہیں اس میں 80% to 90% seats یہاں کے لوگوں کو دیا گیا ہے اور باقی دوسرے صوبوں کو دیا گیا ہے۔ جو کراچی کے institution ہیں------

جناب چیئرمین، آپ پھر یہ سوال کر رہے ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ male or female person کا ہے اس سے relevant رہیں۔

سینیٹر عبداللطیف انصاری، ان institutions میں انہوں نے figures دیے ہیں' اس میں annexure B کا one دیکھیں جس میں institutions دیے ہوئے ہیں' اس میں صوبوں کا ratio کیا ہے۔ سوال نمبر 68 میں ہے' اس میں انہوں نے کہا ہے کہ Federal Government Services Hospital, Islamabad. Punjab 89, Sindh 11, NWFP 19 اس طریقے سے یہ سارے institutions جو دیے گئے ہیں یہ Federal Government control کرتی ہے۔ اس میں سے جو جتنے institutions اسلام آباد میں ہیں ان میں 80 percent سے زیادہ لوگ یہاں کے ہیں اور باقی دوسرے لوگوں کو دیئے ہوئے ہیں لیکن جو کراچی میں ہیں وہاں پر کراچی کے 50% کم سے کم سندھ کے لوگوں کا حصہ ہے باقی دوسرے صوبوں کا ہے۔ ویسے بھی ہیں جہاں پر سندھ کے 11 ہیں اور پنجاب کے 10 ہیں۔ اس disparity کو کب تک دور کریں گے، جس کے لیے کہ چھوٹے صوبے والے چلاتے رہتے ہیں؟ خدارا! ایسی چیزوں کو

ختم کریں۔ جس جس صوبے کا جو حق بنتا ہے' ان کو حق دلائیں تاکہ یہ چیز ہمیشہ چلتی رہے اور اس کو ہم برداشت کرتے رہیں۔

جناب چیئرمین، کراچی میں جیسے جناح پوسٹ گریجویٹ ہے - وہاں سندھ کے زیادہ ہیں۔

جناب محمد نصیر خان، میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ یہ کبھی ہو نہیں سکتا کہ ہم malafide کچھ کریں بلکہ جب سے میں آیا ہوں' میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ we should be open and absolutely transparent. جو یہاں پر بات ہوتی ہے۔ اب یہ بچوں کی بات ہے اور اگر آپ for example دیکھیں کہ National Institute of Cardiovascular Diseases, Karachi میں ایک بھی پنجاب سے نہیں ہے۔ اب problem جو آتا ہے I have said جب سے میں آیا ہوں کہ ہرصوبے کا جو proportion ہے وہ پورا کرنا چاہیے اور یہ instructions ہیں شیخ زید کو ' JPMC کو ' Poly Clinic کو اور جو بھی Federal Institutions ہیں۔ یہ ہمارے بھائی' Senators ' MNAs آتے ہیں کہ نہیں جی' بچی کی شادی کراچی میں ہو گی اس لئے وہ اسلام آباد نہیں آ سکتی' اسلام آباد والے کہتے ہیں کہ نہیں جی کراچی نہیں جا سکتی' جو بلوچستان والے کہتے ہیں نہیں جی ہم کراچی نہیں جا سکتے یا وہاں نہیں جا سکتے۔ بچیوں کے ساتھ یہ the biggest problem ہے کہ because of the location, we have a lot of people جو کہ انکار کر دیتے ہیں that iswhy کہ اتنی سیٹیں imbalance ہو جاتی ہیں۔ اب میں نے کیا کیا ہے We have written about a year ago ساری provincial governments کو کہا ہے کہ اگر آپ اپنی سیٹیں نہیں لیں گے then we will be forced to give the seats to somebody else. کیونکہ ہم نے seats تو پوری کرنی ہیں۔ for example اگر JPMC میں ہمیں بلوچستان سے 10 female Doctors چاہئیں اور اگر 2 آئیں تو آپ wait کرتے ہیں لیکن اس کے بعد آپ نے 8 seats تو fill کرنی ہیں but we have still kept them vacant and I have told every one کہ جی ہر province کا وہ اپنا کوٹہ پورا کریں اور اگر سینیٹر میرے پاس آ جائیں and he gets all these girls to work in

their proportion, we are so happy. So, I would like to see the system from honourable Senator, that if he can get me all these Lady Doctors in place, it would be a fantastic service to the nation.

جناب چیئرمین، جی عبداللہ ریاڑ صاحب

Senator Dr. Abdullah Riar: Thank you Mr. Chairman, I am thankful to Dr. Kauser Firdous who asked such an educative and informative question

وہ اس کے purposes ذرا واضح نہیں کر سکیں۔ تو میں Minister صاحب کی معاونت چاہوں گا۔ Sir, ہمیں جو مسئلہ اس وقت درپیش ہے پچھلے ۵ سال میں ۱۲۰۰۰ female graduate ہوئی ہیں۔ Sir, میری جو information ہے current enrolment, 70% in various medical colleges female students enroll ہو رہی ہیں اور Minister صاحب کی observation is correct کہ drop out بھی significant ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ جوکہ largest employer نہیں ہے۔ یہ تو only 358 out of the 12000 جو graduate صرف گزشتہ پانچ سالوں میں پاس ہو چکے ہیں۔

So, just imagine in last 10 years the number of the female doctors available in Pakistan. The point is that I am trying to make and seek guidance from the honourable Minister is; No. 1., I would request the honourable Minister and Ministry of Health to take some efforts to incorporate

کہ جو married female doctors ہیں، ۸۰ فیصد ان کی شادیاں male doctors کے ساتھ ہوئی ہیں۔ Sir, اس وقت ہماری سوسائٹی میں social problem develop ہو رہا ہے۔ تو policies of employment and then work schedule employer کے لئے۔ جناب! منسٹری میں policy makers کا بہت بڑا fleet ہے اگر منسٹر صاحب ان کو کہیں گے تو بہت اچھا policy initiative ہو سکتا ہے۔ اس وقت ۵۰ ہزار سے اوپر female doctors پاکستان میں لاکھوں

روپے خرچ کرکے ڈاکٹر بنتی ہیں۔ زیادہ تر کی شادیاں male doctors کے ساتھ ہوئی ہوتی ہیں۔
ان کا employment کا صرف issue نہیں ہے۔ ان کو private sector میں بھی
employment کا problem ہے۔ کوئی work load description میں ان کو flexibility ہو۔
صبح سکول کے time میں اور afternoon میں کچھ flexibility ہو۔ So that they can carry
their domestic responsibility as well as they can carry and contribute in
the profession. Sorry, میرا supplementary لمبا ہو گیا۔ But sir, it required time. I
would need the Minister's attention کہ منسٹری میں female doctors کے لئے کوئی
cultural specific initiative لیں۔ فیڈرل گورنمنٹ کتنے ڈاکٹروں کو employee
کرسکتی ہے؟ ایک تو جناب! میرا یہ supplementary تھا۔ دوسرا supplementary یہ ہے کہ
فیڈرل گورنمنٹ میں Pakistan Institute of Medical Sciences Islamabad is the
largest Institution, Jinnah Postgraduate Medical Centre Karachi is the
largest Institution and NICD جوکہ cardiovascular institution ہے is the
largest institution, ہمارے ہاں اسلام آباد میں Federal Government Services
Hospital ہے۔ اس کی bedding strength کو بڑھائیں اس میں سب speciality,
services کو بہتر بنائیں اور اس میں trash care available نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! اگر
اس annexure کو دیکھیں تو سب سے زیادہ female جو ہیں وہ services میں ہیں یعنی ۱۲۹۔
And PIMS is much bigger hospital, much larger facility, much more
discipline اس میں صرف 84 females ہیں۔

Something is not fair or something is not proportional. Further more you go to JPMC. Sir, it is largest hospital in Pakistan. Federal Government is the custodian of that hospital, only 79 female doctors are employed in that large hospital. That is the point my colleague wanted to make also,, you go further to NICD (Cardiovascular Institute), only 25 female, I am not demanding any quota, I am not asking any specific share.

ٹھیک ہے میرے دوست نے جو province wise point raise کیا ہے that is also on merit but we need to have a little comprehensive, thoughtful and far-sighted policy initiative. So, that the female health professionals کے issue کو address کیا جائے۔ Thank you honourable Chairman.

Mr. Chairman: Mr. Naseer Khan.

Mr. Muhammad Nasir Khan: Mr. Chairman, I did not understand the question, can he repeat.

Mr. Chairman: It was a long question. I think he wants there should be a schedule for the female doctors.

(interruption)

جناب چیئرمین، نہیں۔ بس یہ آخری تھا۔ اس کا جواب سن لیں۔ تشریف رکھیں۔ Procedures follow کریں۔ Please تشریف رکھیں۔ جی نصیر خان۔

Mr. Muhammad Nasir Khan: Mr. Chairman, the honourable Senator said so many things and I totally agree with him but we do not live in a utopian world where every thing is perfect. And I would really like the recommendations from the honourable member who is also the member of Senate Committee on Health and is very competent and a very good friend of mine but how can he say that women doctors should get married to male doctors. What proportion there is? How can you force them?

Mr. Chairman: He feels that there is a large proportion.

Mr. Muhammad Nasir Khan: I will give you one example in the PIMPS, I know only three couples who were doctors and married to

each other. Now I think that doctors do not want to get married to another doctor. It is a free world and if you have the policy and I will be the first person to hear that this is an autocratic dictatorship, they are forcing doctors to get married to doctors. So, there is no way, we can interfere in that policy. Secondly he said...., weall, I totally agree with that the biggest employer is the Provincial Government. The Federal Government does not have a large institution but the biggest employers are the Provincial Governments and the private medical sector, so that is one thing.

Mr. Chairman, the other thing, the honourable Senator, I think when you look at the numbers here, again we have problems because so many women doctors who join in the first six months, a lot of women go overseas or they are married or something happens, they have a child and that is why the proportion is so low. The observation of the honourable Senator is correct but the question is what we have here today. I know ,for example, I start, someone said, we wish that we have holidays for five years. I said, " Can you give a job where is a holiday for five years or two years? And they take and they go away and when they go away, the Federal Government cannot employ another person in his place". So, we stop this five years. Maximum I can give for six months or one year. That is one of the problem, I think the honourable Senator understands our problem and I think, we should not basically form any draconian policy but I would love that the honourable Senator makes a policy and gives it to me and I will implement it.

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم (وزیرمملکت برائے امور داخلہ) : میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس: جناب والا! میں ایک ضمنی سوال پوچھنا چاہتی ہوں۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے کہ ایک ضمنی سوال ہو گیا ہے اور اگر اس طرح کیا گیا تو پھر ایک سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: I think, let us follow the rules. Q. No. 69. Prof. Khurshid Ahmad.

(Interruption)

جناب چیئرمین: دیکھیں ! اگر آپ لوگ ہاؤس میں discipline maintain نہیں کریں گے تو یہ میرے لئے مسئلہ پیدا ہو گا۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم (وفاقی وزیرمملکت برائے داخلہ امور) : جناب والا! ایک بات ہے۔ سوال نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، اگر important ہے تو how can I maintain the discipline.

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم، جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ڈاکٹر، ڈاکٹر سے شادی کرتا ہے تو اس کے لئے علیحدہ پالیسی چاہئیے لیکن ڈاکٹر نرسوں سے بھی شادی کر لیتے ہیں تو اس کے لئے بھی انہیں کیا ایک اور پالیسی لانا پڑے گی۔

(قہقہے)

جناب چیئرمین : میرا خیال ہے کہ جہاں جہاں convenient ہو سکتا ہے، اسے دیکھ لیتے ہیں۔

پروفیسر خورشید صاحب۔ سوال نمبر 69۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس : میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔

جناب چیئرمین : میرا خیال ہے کہ انہیں message مل گیا ہے۔ So, let us go on the next question. Q. No.69.

Mr. Muhammad Nasir Khan: Sir, we will make an initiative and we would like the comment also in the Senate Committee because they are both members of the Health Committee which will be contacted. Let us discuss it and let us try to make a logical thing according to culture. Now, let me tell you. What is the culture? Please define culture for a girl who is in Karachi. Please defineculture of the girl who is living in Narowal. Please define a culture of the girl who is living in Kashmir, in the mountain. There has to be a definition of culture. What the girl thinks in Lahore or Islamabad, is totally different. So, I think that we have to be sensitive to all and take it with a holistic approach.

Mr. Chairman: Prof. Khurshid Ahmad. Question No. 69.

69. * **Professor Khurshid Ahmad:** Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state the number of OIC affiliated institutions in the country?

Mian Khurshid Mahmud Kasuri: The Islamic Chamber of Commerce and Industry, Karachi is the only institution affiliated with OIC that is situated in Pakistan. In all there are seven organizations affiliated to OIC five of which are situated in Saudi Arabia, one in Pakistan and one in Libya.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : معلومات فراہم کرنے کا شکریہ ۔ میں وزیر محترم کو اس طرح متوجہ کرناچاہوں گا کہ پاکستان OIC میں science and technology کے پورے نظام

کو Head کر رہا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ پاکستان نے کوشش نہیں کی کہ یہاں کوئی ایسا ادارہ ہو کہ جو اس کو پورے طریقے سے follow up کرے۔ اس وقت ایک ادارہ ہے اور وہ بھی بہت زیادہ active نہیں ہے۔

Mr . Khusro Bukhtiar (Minister of State Foreign Affairs): Sir, the sheer fact is that out of fifty three total memberships of OIC the seven organizations are housed in three countries , Pakistan , Libya and Pakistan . It reflects our role in the OIC's structure and our relevance . Nevertheless , I have deep respect for Prof . Sahib but unfortunately, in terms of this Institution which he is referring to, much financial support has been generated through the OIC structure. Let me make it clear to this House that all these organizations which are in different countries have no financial implications on the host countries, so this decision needs to be taken at the OIC's Secretariat level. As we all know sir, the forthcoming OIC extraordinary Summit is taking place in Mecca on 6th and 8th of December. Where, apart from other issues which will be put on the table at the Summit level, the issue of reorganization and reinvigorating and the submission of the eminent persons, group and the Commission's report will aslo be submitted to this meeting and we have taken a note of Professor Sahib's observation and we will inform the House and him after the Summit, whether any movement in this direction could be made. Thank you sir.

جناب چیئرمین: جی ہدایت اللہ شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ہدایت اللہ شاہ، جناب! جو سوال کیا تھا اس کا کچھ جواب تو آ چکا ہے

لیکن انہوں نے یہ بتایا ہے کہ پاکستان میں ایک ادارہ، سات ادارے سعودی عرب اور ایک ادارہ لیبیا میں واقع ہے۔ کیا وزیر موصوف ان اداروں کے نام اور ان اداروں کا کیا کام ہے وہ ذرا تفصیل سے بتائیں گے تا کہ ہمیں بھی معلوم ہو کہ ان اداروں کا کیا کام ہے۔

جناب چیئرمین، یہ information ہے؟

جناب خسرو بختیار، I have of couse sir. ایک ادارہ جو پاکستان میں ہے اس کا تو ذکر کر دیا کہ Islamic Chamber of Commerce باقی جو چھ ادارے ہیں، ایک ہے Organization of Islamic Capitals and Cities, یہ مکہ مکرمہ، اور جدہ میں ہے، Sports Federation of Islamic Solidarity, یہ ریاض میں ہے، Islamic Committee of International Crescent یہ لیبیا میں ہے، Islamic Ship Owners Association, یہ جدہ میں ہے، World Federation of International Arab Islamic Schools, یہ بھی جدہ میں ہے اور International Association of Islamic Banks, یہ بھی جدہ میں ہے۔ ان کے نام سے area or scope of work reflect ہوتا ہے۔ لامحالہ جو Banks ہونگے وہ financial institutions اور banking سے related ہونگے۔ اگر آپ چاہیں گے کہ میں ہر ادارے کی تفصیل بتاؤں تو کافی لمبی detail ہوجائے گی۔

سینیٹر لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) جاوید اشرف (وفاقی وزیر برائے تعلیم)، میں ایک سپلیمنٹری پوچھنا چاہتا ہوں۔

Sir, there is an institution by the name of COMSTECH, Committee for Science and Technology which is existing in Pakistan, whose headquarter is in Pakistan. I would like to ask Minister Sahib, is it related to OIC or not? I think it is related to OIC and unfortunately what I want to also point out is that this organization has been funded only from Pakistan. Sometimes Saudia Arabia has given some sum. It meets every year, has a meeting, everybody, every year discusses that we must fund it, we must

make it strong. Nobody gives anything and all it is doing, is, giving pays and allowances to its staff. It has a building, it meets once a year and then disburses. So it has achieved nothing. Either it should be funded by OIC or it should be wound up because it is a total hoax at present. So I would like to ask Minister Sahib if there is any such move that it should be taken up at the OIC. Either we have meaningful organization or we should wind it up.

Mr. Khusro Bakhtiar: The Minister for Education has rightly pointed out. Most of these organizations, the working culture in these organizations unfortunately has become just a meeting to meeting as opposed to any real substantive follow ups and in that very spirit I would agree with him that perhaps COMSTECH is also not providing the desired results. So as Iearlier illusterated too that this extraordinary Summit meeting which is taking place in December, all these issues regarding substantive work done by these organizations..., these institutions, how relevant it is now inour times, how to strengthen them, reinvigorate them and to make them the vehicles of productive change and collaborative engagement within the OIC will be reflected upon and as I earlier said, we are committed at every level to provide all kind of infrastructural, political, financial support within the OIC framework and will continue to do so. All these issues which are highlighted today will be taken into consideration. Thank you Mr. Chairman.

•جناب چیئرمین، ایک INCED کا بھی پروفیسر خورشید صاحب نے بولا تھا۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جی ہاں - میرا خیال ہے کہ یہ list مکمل نہیں ہے جیسے کہ رضا صاب نے بھی کہا' پتا نہیں اسے آپ نے list میں شامل نہیں کیا ہے- کس criterion پر آپ نے سارے ادارے شامل کئے -

Mr. Chairman: Q. No. 70, Mr. Ilyas Ahmed Bilour.

70. * **Mr. Ilyas Ahamd Bilour:** Will the Minister for Health be pleased to state:

(a) the extent of targets achieved so far in controlling TB in the country; and

(b) the number of TB patients in the country at present?

Mr. Muhammad Nasir Khan: (a) The National TB Control Programme (NTP) has achieved the following targets so far:-

(i) National wide DOTS coverage target by June, 2005 in the public sector.

(ii) The case detection rate Quarter-2-2005 64%

(iii) Treatment success Quarter-2-2005 82%

(b) At present 104,842 TB Patients are registered in Pakistan (year 2004). However according to a WHO estimate, 1,50,000 cases are expected during the year 2005.

Mr. Chairman: Supplementary question?

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب چیئرمین! وزیر صاحب سے پوچھا گیا ہے کہ اس ملک میں ٹی بی مرض کو کنٹرول کرنے کے لئے کیا اقدامات ہوئے ہیں اور اس کے اہداف کس حد تک حاصل کئے گئے ہیں اور اس ملک میں ٹی بی کے کتنے مریض رجسٹر ہوئے ہیں- منسٹر صاحب کا جواب یہ ہے کہ پتا نہیں ہم نے ٹی بی کنٹرول پروگرام کے تحت اتنی کامیابیاں 64%,82% حاصل

کی ہیں اور یہ بتایا ہے کہ بمشکل اس ملک میں ایک لاکھ چار ہزار کوئی اس قسم کے مریض رجسٹر ہیں۔ جبکہ یہ بھی اعتراف کیا ہے کہ World Health Organization کی رپورٹ کے مطابق ڈیڑھ لاکھ ٹی بی کے مریض ہیں۔ منسٹر صاحب اگر جواب میں مذاق نہ کریں تو میں ان سے یہ پوچھوں گا کہ ہمارے نزدیک تو ٹی بی خوراک کی کمی کا مرض ہے ۔ اور اس ملک میں جب چالیس فیصد آبادی غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہی ہے ۔ ہمارے لاکھوں لوگوں کے چہروں ' شکلوں سے ہر ڈاکٹر کو بلکہ ہر ذی شعور کو صاف نظر آتا ہے کہ یہ ٹی بی کا مریض ہے ۔ لاکھوں کی تعداد میں کم از کم میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے علاقے ضلع ژوب میں صرف ایک لاکھ سے زائد لوگ ٹی بی کے مریض ہیں۔ تو یہ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو تضاد آپ کے اور اقوام متحدہ کے ادارے WHO کے اعداد و شمار میں ہے ان میں سے کون صحیح ہے اور یہ تضاد کیوں ہے ؟ اور کیا آپ کے خیال میں ٹی بی کے مریض اتنے ہی ہیں۔ اہداف پورا کرنے کے آپ کے جو دعوے ہیں ان پر ہم کیسے بھروسہ کریں کہ ملک میں ٹی بی کے مریضوں کی تعداد صاف نظر آ رہی ہے کہ لاکھوں میں ہے بلکہ کروڑوں میں لگتی ہے اور آپ کہتے ہیں کہ ہمارے اہداف بمشکل ایک لاکھ مریض ہیں جو ٹی بی کے لگتے ہیں ؟

جناب چیئرمین، نصیر خان وزیر صحت۔

جناب محمد نصیر خان ، جناب چیئرمین ! رضا صاحب نے بہت اچھی باتیں کی ہیں۔ میرا خیال ہے اگر یہ خود ماشاء اللہ ہسپتال میں بیٹھ جائیں تو ہم سارے ڈاکٹروں کی چھٹی کر دیں گے کیونکہ یہ دیکھ کر بتا دیں گے کہ اس کو ٹی بی ہے یا نہیں ہے ۔

How is it possible that when you look at a man, you know that he has TB? TB is a serious disease and the question is Sir.......

Mr. Chairman: What he said is that it is due to malnutrition, is that medically correct?

Mr. Muhammad Nasir Khan: No, it is not correct. Sir, the question was, will the Minister for Health be pleased to state the extent of

targets achieved so far in controlling TB in the country that is question No.1

جس کا ہم نے جواب دیا ہے کہ The National TB Control Programme has achieved the following targets, basically the programme that is called DOTs T.B which has been covered in June, in the whole country ہم نے cover کیا جو target تھا I think December کا تھا۔ الحمد للہ چھ مہینے پہلے ہم نے کیا اور and the case detection سب سے بڑی بات ہے کہ that is the detection of the cases i.e., 64% and the treatment successes 82% اب پہلے جو ٹی بی آپ کو پتا ہے Sanitoriums ہوتے تھے، پہاڑوں میں بھیجتے تھے۔ اب T.B is treatable سات مہینے کا کورس ہے لیکن اس میں ایک problem ہے اگر سات مہینے کا علاج ہے اور پانچ دن کے لیے علاج بیچ میں چھوڑ دیتے ہیں یا سات مہینے کا علاج چھوڑ دیتے ہیں تو پھر وہ زیادہ dangerous ہو جاتا ہے because anti bodies بن جاتی ہیں اور پھر آپ treatment کرتے ہیں تو body resist کرتی ہے۔ So the treatment is very important کہ سات مہینے جاری رہے بد قسمتی سے لمبا process ہے لیکن it is treatable اور اگر صحیح طرح علاج کیا جائے تو انشاء اللہ T.B can be eliminated from the body تو یہ پہلی دفعہ ہے کیوں کہ it is like a cancer اس کا کوئی treatment نہیں تھا۔ But in T.B now الحمد للہ جیسے ملیریا کی کونین ہے، تو ٹی بی میں it is treatable disease اور جہاں آپ registration کی بات کر رہے ہیں۔ اب Provincial Government or the Federal Government میں جتنے registered patients ہیں اس کے ہم نے اعداد و شمار دیے ہیں اور جو patients نہیں ہیں ان کا پتا تو نہیں چل سکتا، registered جو figures ہیں وہ آپ کو ہم نے دیئے ہیں اور دوسری جو آپ نے ایک اور بات بھی کی تھی I would like to see کہ اس میں بھی the political role is very strong کہ جتنے ایم این ایز، سینیٹرز اور ایم پی ایز ہیں اپنے اپنے علاقے میں جو بھی cases ہیں، please ہمیں لکھ کر دے دیں We will immediately contact them and we will treat them. ہماری ذمہ داری بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ اپنے اپنے حلقے میں جہاں

بھی ٹی بی ہے آپ اور رضا صاحب ہمیں لکھ کر بھیج دیں کہ میرے حلقے میں یہ case ہے ہم immediately contact کریں گے اور انشاء اللہ free treatment دیں گے اور اس کی ویسے ہی ڈیڑھ دو لاکھ کی دوائیاں ہوتی ہیں which are totally free. مفت دے رہے ہیں ہم۔ انشاء اللہ اگر ہم سارے مل کے کام کریں گے، Pakistan is one of the those countries which اس میں have the highest burdens of TB basically housing is one of the factors. malnutrition is also a factor too اور ہر disease میں۔ malnutritionplays a role because آپ کی immune system نیچے ہوتی ہے تو diseases attack کرتی ہیں تو malnutrition is a very important factor but I think if we look at the success now, it is covered in the country اور ٹی بی کا علاج ہے اور totally مفت ہے I think we should take opportunity of identifying ıt and eradicating the disease from the country.

جناب چیئرمین، جی شاہ صاحب۔ supplementary اسی سے related ہونا چاہیے۔

سینیٹر سید ہدایت اللہ شاہ، مہربانی فرمائیں جو ٹی بی کے ہسپتال ہیں ان کی تعداد بتا دیں۔

جناب چیئرمین، نہیں، میرا خیال ہے آپ سوال دوسرا پوچھ رہے ہیں۔ جی ریاڑ صاحب۔

Senatror Dr. Abdullah Riar: Thank you sir,

اس سوال میں جو چیز سامنے آئی ہے اور Minister صاحب نے خود واضح کی ہے and my question is again pertaining to the same کہ in a population of 150 plus million countries which are internationally, highly prevalent tuberculosis nation. اس میں گزشتہ 58 سالوں میں حکومت پاکستان کی وزارت صحت نے جو document تیار کیے ہیں of victims of tuberculosis وہ صرف ایک لاکھ چار ہزار ہیں، ایک تو بات یہ عیاں ہوئی ہے ابھی تک۔ دوسرا جناب that itself talks volumes of things and I

target achieve کہ don't have to burden my lungs on that. Question is sir

کیا ہوئے اس میں یہ target نظر آیا ہے کہ 58 سال میں وزارت صحت نے ایک لاکھ چار ہزار

مریض register کیے ہیں - یہ target achieve ہوا ہے which is appearing to be very

pathetic........ کچھ تو register نہیں ہوئے باقی جو ہیں for many reasons are out in the society.

Mr. Chairman: I think

آپ تو 58 سال کی بات کر رہے ہیں، ٹھیک بھی ہو گئے ہوں گے۔یہ total نہیں ہے بلکہ یہ current ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر عبداللہ ریاڑ، چلیں ٹھیک ہے میرا next point ہے کہ 18% جو

failure rate of the treatment ہے اس میں جو وزیر نے 82% success treatment بتایا

ہے 18% under the DOTS programme. کا جو failure ہے اس میں one cause is کہ

interruption in the treatment and non-compliance by the patient. میرا وزیر

صاحب سے Question یہ ہے کہ اس وقت internationally, if there is a patient

detected of tuberculosis in Downtown, London Hospital, the first thing,

the standard established is کہ اس مریض کا blood test کیا جاتا ہے for screen of

HIV aid also. Sir, the reasons is malnutrition definitely is one but a certain

segment of tuberculosis patients, they fall victim to tuberculosis because

they are the victims of HIV aids اور وہ ان کی قوت مدافعت اتنی ختم کر دیتی ہے کہ ہم

جو سو لوگ ادھر بیٹھے ہیں ہم سب کے پاس tuberculosis کا ایک جراثیم ہمارے پھیپھڑوں میں

موجود ہے، پیدا ہونے سے ہے حالانکہ ہم سب کو vaccination بھی ہوئی ہے۔

Tuberculosis is a preventable disease all along and a treatable disease all

along. سینیٹوریم تھے تب بھی اور آج بھی۔ My question is sir that something of

HIV AIDS is one of the precursor of triggeringthe کیونکہ that nature

کیااس تو tuberculosis in a mal-nutritioned, impoverished and deprived soul.
DOT programme کے ساتھ جو detection یہ کر رہے ہیں اس میں اس criterion کو مد نظر
رکھ رہے ہیں؛ ہو سکتا ہے صرف 2% ہی tuberculosis والے patients اس ایک لاکھ چار ہزار
میں HIV AIDS کے victim بھی ہوں۔ That is my point and would the Minister kindly reply.

Mr. Muhammad Nasir Khan: I think the honourable Senator is absolutely right. They have been started in the United States in the seventies and the eighties and also in South Africa where the tests were taken for T.B and apparently when they found out, a majority of the people was suffering from HIV AIDS and what happens, Mr. Chairman! is for example, we have immune system here and if we have HIV aids, the immune system goes down and when it goes down all the other diseases attack. Primarily one of them is also T.B. But in Pakistan *Alhamdolillah!* we have controlled it but in the past it was high in the country. Being a high risk country we have not been doing this test rapidly and we also do not want to create an alarm but Dr. Asima and myself, we have made a strategy whereever there is any evidence for study that HIV AIDS in a particular area in Pakistan. We are doing both the tests and but we are not doing expeditiously because HIV is not so much prevailing and its also an expensive test. In England he is right because there is the problem of HIV AIDS but Tubercolosis is very very little.. Suddenly there were huge tuberclosis cases in South Africa and also in Bay and these are two studies made in the late seventies. And that was directly linked with HIV

AIDS. So, the honourable Senator is right but I think, in Pakistan we do not want to alarm the people. We are a low prevailing country but the point is taken in some cases we have already done it . Now I would like to share some of things with the honourable Senator to say exactly what we are doing. I just want to also respond to the honourable Senator he is a doctor he knows for example

پاکستان میں ایک شادی ہو رہی ہو دس گاڑیاں ہوں تو لوگ کہتے ہیں کہ دس گاڑیاں تھیں وہ اگلے کو بتاتاہے تو وہ کہتا ہے وہاں تو بیس گاڑیاں تھیں جب تک گاؤں اور محلے میں بات پہنچتی ہے تو وہ سو گاڑیاں بن جاتی ہیں لوگ کہتے ہیں جی کہ لٹ پڑ گئی جو سو گاڑیاں تھیں۔

Now we have to go by the facts how many patients are registered and the honourable Senator is a doctor himself, will understand, you can make a categorical statement

WHO has figures, we have our own figures and I ہے اتنی prevalence کہ جی think we have to follow some other things in between because everybody

some times have an angle so these are the registered cases of TB and

I just want to respond Mr. کا جس چیز ایک that is what you are doing.

Chairman کاکڑ صاحب نے یہاں پر جو بات کی تھی اور میرا خیال ہے کہ میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ

that the best سب سے اچھی بات سچ بولنے کی یہ ہوتی ہے کہ آپ کو یاد نہیں رکھنا پڑتا

thing of telling of truth that you don't have to remember and I always try

to speak the truth becasue I have been in politics for twenty years now it

is تو یہاں پر جو میں نے بات کی دوسال پہلے کاکڑ صاحب is my 20th year in politics

absolutely right and at that time the Prime Minister was Mr. Jamali who

اور یہی بات ہو رہی تھی بلکہ کاکڑ صاحب نے خود بھی بات کی تھی کہ was from Balochistan

اس کو takeover کریں Prime Minister was inclined یہ federal government لے

جائے میں شیخ زید ہسپتال کی بات کرتا ہوں اور اس کو چلایا جائے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ بہت دیر ہوگئی ہے۔ بلڈنگ میں بھی، اس کی deterioration ہو رہی ہے لیکن اس وقت پھر the Balochistan Government and I do not know the situation, the Balochistan Government said کہ نہیں ہم چلائیں گے so the Prime Minister said ok اگر آپ چلانا چاہتے ہیں تو آپ ضرور چلائیے ۔ بلکہ ہم تو چاہتے ہیں کہ وہ چلائیں they should raise their own funds; the provincial government should raise the funds to run this hospital لیکن اب پھر آج یہ جو بات ہے دو مہینے کے بعد یا کبھی ----- میں تو اس وقت یہاں تھا ہی نہیں لیکن دو مہینے پھر ہوئے کہ I think the provincial government now feels that the federal government should takeover اس لئے ہم نے پھر یہ بلکہ we have sent a team ایک team واپس رپورٹ لے بھی آئی ہے but this is axactly what happend and Kakar Sahib is right کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب جمالی صاحب وزیراعظم تھے۔

جناب چیئرمین، پری گل آغا صاحبہ۔ آپ کا کوئی supplementary ہے ۔ آپ نے ہاتھ اٹھایا تھا۔ ٹی بی پر بات کرنی ہے ۔جی ۔

سینیٹر آغا پری گل، شکریہ جناب چیئرمین! میں وزیر صاحب سے ایک سوال کرنا چاہتی ہوں کہ بلوچستان میں ایک ٹی بی سینی ٹوریم جو کوئٹہ شہر میں تھا ۔ اس کا بہت ہی زیادہ برا حال ہے اور وہاں پر بھی انہوں نے یونیوسٹیاں وغیرہ بنادی ہیں جو ہمارے غریب لوگوں کے لئے سہولت تھی جس طرح رضا محمد رضا نے کہا واقعی بلوچستان میں ٹی بی کی وباء بہت زیادہ ہے ۔ بچوں، مردوں، عورتوں کو بہت زیادہ تعداد میں ٹی بی ہے ۔ وہاں ہر ہسپتال میں ٹی بی کے مریضوں کی لائن لگی ہوتی ہے۔ اتنا اچھا ہسپتال تھا۔

جناب چیئرمین، یہ جو ریلوے والا بروری روڈ پر جو تھا۔

سینیٹر آغا پری گل، جی بروری روڈ والا۔ اتنا اچھا ہسپتال تھا اس میں انہوں نے ایسی بربادی مچائی کہ پورے ہسپتال کا بیڑہ غرق کردیا ۔وہاں پر کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں ٹی بی کے

مریضوں کا علاج ہوسکے ۔ میں وزیر صاحب سے درخواست کرتی ہوں کہ آپ اس سینی ٹوریم کو دوبارہ لے لیں تا کہ وہاں کے غریب لوگوں کو علاج کی سہولت میسر آسکے ۔

جناب چیئرمین، میرے خیال میں علاج کا style تبدیل ہوگیا ہے یا کچھ اور بات ہے۔ یہ health facility .بہت اچھی ہے اس کو health facility میں تبدیل نہ کیا جاتا تو وہاں پر ہسپتال ہی چلتا لیکن اب ٹی بی کا علاج بالکل change ہو گیا ہے you don't need any hospital, any sanitorium پہلے جو دو ہفتے گھر میں بیٹھ کر آپ دوائیاں لیتے ہیں اس کے بعد it does not transmit. So, the whole treatment has been changed. اب تو یہ ہے کہ Education Department has taken over and there are a lot of legalities اگر آپ سارے مل کر یہ change کرنا چاہیں we have no objection to that.

سینیٹر آغا پری گل، جناب چیئرمین! جو ترقی یافتہ صوبے ہوتے ہیں ان کے لوگوں کو ٹی بی ہو تو وہ گھروں میں دوائیاں وغیرہ استعمال کر سکتے ہیں لیکن ضلع لورالائی یا ژوب کے لوگ جو بیچارے جھگیوں میں رہتے ہیں ان کو کیا پتا ہے وہاں پر کون سے injection لگانے پڑتے ہیں تو اس لیے میں کہہ رہی ہوں کہ بلوچستان میں دوبارہ ٹی بی سنٹر حکومت پاکستان شروع کرے ۔ وہاں گھروں میں علاج کون کرے گا۔

جناب محمد نصیر خان، اسی لیے ہمارا Lady Health Workers Programme اس میں بڑا actively involved ہے بلکہ سات مہینے کے لیے جو دوائیاں دی جا رہی ہیں اس کی وجہ سے یہ success ہو رہی ہے ۔ سینیٹوریم تو ختم ہو چکے ہیں it is a follow up of medicines , that is important.

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، جناب والا! میری درخواست ہے کہ T B DOTS control programme جو متاثرین زلزلہ ہیں ان کے سارے کاغذات گم ہو چکے ہیں اور ان کے پاس پچھلا ریکارڈ نہیں ہے ۔ وزیر صاحب سے میری درخواست ہے کہ خاص طور پر ان زلزلہ زدگان کے لیے جو ٹی بی کے پہلے سے مریض ہیں اور دوائیاں لے رہے ہیں، ان کیمپس میں جو پرائیویٹ لوگوں نے بھی لگائے ہوئے ہیں اور دوسرے بھی ہیں ان کے لیے ضرور کوئی انتظام

کر لیا جائے تا کہ ان کا جو cycle ہے وہ disturb نہ ہو۔ بہت شکریہ۔

جناب محمد نصیر خان : یہ ہم نے already شروع کر دیا ہے T B DOTS is very active in AJK and NWFP اور اسی طرح دوسری medicines for example insoline, cardio vascular diseases کی medicines بھی مہیا کی گئی ہیں اور we are giving free medicines because ان کے پاس تو اب رقم ہے نہیں تو this system is being followed up.

سینیٹر عبداللطیف انصاری : جناب والا! 71 سوال نمبر بلور صاحب کی طرف سے ہے کہ ہمارا ملک wheat and sugarcane میں کیا self-sufficient ہے یا نہیں ہے تو وزیر صاحب نے جواب دیا ہے کہ wheat میں تو ہم self-sufficient ہیں لیکن sugarcane میں نہیں ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ sugarcane کا area سندھ ہے جس میں اس کی percentage about 10 to 12 تک آتی ہے اور یہاں پر agricultural policy کا مسئلہ ہے کہ انہوں نے سندھ کے علاقے کو چھوڑ کر کیونکہ وہاں پانی نہیں پہنچتا پنجاب میں sugar کی نئی industries لگائی گئی ہیں جن کی 7 to 8 percentage ہے ۔ Individuals کو تو فائدہ پہنچتا ہے لیکن اجتماعی طور پر ملک کو فائدہ نہیں ہے ۔ پنجاب جو cotton belt ہے اس کو convert کر کے sugarcane میں لا رہے ہیں ۔ یہ پالیسی غلط ہے جس کی وجہ سے ہم suffer کر رہے ہیں۔ اگر سندھ کے علاقے کو پانی دیا جاتا تو وہ sugarcane بھی زیادہ دیتا اور اس کی percentage بھی بڑھتی لیکن وہاں پر سندھ کا مسئلہ ہے کہ اس کی قیمت بھی نہیں ہو رہی ہے اور پانی بھی نہیں پہنچ رہا اور یہاں پر individuals کو فائدہ دینے کے لیے sugarcane بڑھائی گئی ہے ۔ یہاں اسی دوران industries بڑھی ہیں جس کی وجہ سے وہاں سندھ میں پانی بھی نہیں پہنچ رہا اور percentage بھی کم آ رہی ہے جس کی وجہ سے ہم sugarcane کی insufficient پیداوار لے رہے ہیں۔ میں چونکہ Agricultural Standing Committee کا ممبر ہوں میں نے یہ بات personally Chairman کو کہی ہوئی ہے۔ ہماری meeting sugarcane پر نہیں ہوتی لیکن میں personally ان کو request کرتا ہوں کہ یہ بہت اہم مسئلہ ہے جس کو کمیٹی میں لے

آئیں، ان کو discuss کریں کیونکہ اس وجہ سے ملک بھی suffer کر رہا ہے اور سندھ کا علاقہ بھی suffer کر رہا ہے۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں پنجاب کی extension 8 % زیادہ ہے۔ بہرحال وزیر صاحب بہتر بتا سکتے ہیں۔

جناب سکندر حیات خان بوسن: پنجاب کی 8 % سے کچھ زیادہ ہے۔

جناب سکندر حیات خان بوسن: South Punjab کی اور سندھ کی تقریباً برابر ہے، باقی اگر کوئی سوال کرنا چاہتے ہیں تو بتائیں؟

جناب چیئرمین: جی امجد صاحب۔

سینیٹر امجد عباس: جناب والا! ہم پہلے گندم میں self-sufficient نہیں تھے because of wheat policy that we had in the past ابھی input prices اوپر چلی گئی ہیں۔ یہ inputs available کرنے کے لیے wheat کی فصل کے لیے کیا کر رہے ہیں کہ ہم self-sufficient رہیں؟

دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے simply یہ کہہ دیا کہ crop ٹھیک نہیں تھی they have not cited the reasons. One of the big reasons is shortfall of water. Second, the biggest reason is that the supportive price is not feasible for the farmer at the rate جو مل رہا تھا تو کیا یہ rate, support price کے اوپر لانے کے لیے تیار ہیں جب کہ سب improper prices کے اوپر چلی گئی ہیں اور پنجاب there is no premium اس لیے کاشتکار پرانی variety سے کاشت کر رہا ہے اور high yield نہیں لے رہا تو premiums دلوانے کے لیے Ministry کیا کر رہی ہے۔ Have they taken up the case in the High Court or not?

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

جناب سکندر حیات خان بوسن: جناب والا! پہلا جو ان کا سوال ہے it is regarding availability of inputs. جناب اس دفعہ ربیع crops کے لیے اور specially

wheat کے لیے inputs ہمارے پاس وافر ہے ۔ اس سال تقریباً 23 ہزار ٹن certified seed پچھلے سال سے ہمارے پاس زیادہ ہے۔

دوسرا یہ ہے کہ یوریا fertilizer جس کی ضرورت تقریباً 2.7 million tons ہے اس وقت ہمارے پاس availability اس ربیع crop کے لیے 2.8 million dollars ہے تو ایک لاکھ وہ بھی زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ DAP کھاد کی ہماری ضرورت 47 thousand tons ہے۔ اس وقت جو ہماری availability ہے وہ 817000 tons ہمارے پاس DAP موجود ہے۔

تیسرا جو main factor اس دفعہ یہ ہے میں یہاں بتانا چاہوں گا کہ اس دفعہ اللہ کی مہربانی سے پانی کی جو availability ہے wheat crop کے لیے، تقریباً پچھلے سال کی نسبت 35% پانی زیادہ available ہو گا اور یہ پانی سندھ کے لیے بھی اور پنجاب کےلیے سارے Provinces کے لیے زیادہ available ہو گا۔

چوتھی بات یہ ہے کہ ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ herbicides کا زیادہ سے زیادہ استعمال ہو اور کافی herbicides جو ہیں وہ ہم generic list پر لائیں تاکہ اس کی قیمت کم ہو سکے and this is on record کہ جو 470 روپے کی herbicides تھیں اس وقت market میں 250 روپے سے بھی کم اس کی قیمت ہے اور ہم recommend کر رہے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ اس کا استعمال ہو۔ اس کے علاوہ farmer کو جو loan کی availability ہے وہ بھی پچھلے سال کی نسبت زیادہ ہے یہ تو inputs کے متعلق تھا۔ میں یہاں ایک اور بات عرض کروں گا کہ اس سال جو ہماری wheat کی crop ہوئی تھی، جناب اس میں جو area تھا اس میں nominal increase ہوا تھا، بمشکل 1% سے بھی کم ہوا تھا لیکن جو productivity تھی وہ اللہ کی مہربانی سے 11% اس سال ہماری زیادہ ہوئی۔

دوسرا سوال جو انہوں نے کیا ہے sugarcane تو اس میں جناب! وہاں سے بھی یہ سوال کیا گیا تھا، اس میں مسئلہ یہ ہے کہ جو 2003-4 کا سال تھا اس سال ہمارے پاس چینی کی surplus production ہوئی تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ جو farmers ہیں ان کو صحیح طور پر پیسے millers کی طرف سے نہیں دیے گئے چونکہ production زیادہ تھی۔ پچھلے سال جو کم ہوئی ہے اس کی دو main reasons ہیں۔ ایک تو بڑا rightly point out ہوا کہ پانی کی

پچھلے سال availability تھی کافی کم تھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ farmers کو millers کی طرف سے صحیح price نہیں دی گئی جس کی وجہ سے اس کی کاشت میں کمی ہوئی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہاں عرض کروں گا کہ جہاں پر sugarcane میں کمی آئی ہے وہاں پر ہماری sunflower کی فصل میں کافی اضافہ ہو گیا ہے۔ سندھ کے اندر تقریباً جو ہمارے targets تھے تقریباً چار لاکھ ایکڑ کے وہ بڑھ کر تقریباً ساڑھے سات لاکھ ایکڑ کے اوپر پہنچ گئے تو اس لحاظ سے جہاں پر farmers نے گنا نہیں کاشت کیا تو دوسری طرف sunflower کاشت زیادہ ہوئی ہے۔ اس سال میں سمجھتا ہوں کہ پانی کی comparatively پچھلے سال سے زیادہ availability ہو گی اس سال بھی production sugarcane کی کم ہے لیکن hopefully پانی کی availability کی وجہ سے زیادہ بڑھ جائے گی۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، ایک منٹ، پہلے سوال پورا کر لینے دیں ایک جواب رہ گیا تھا۔

جناب سکندر حیات بوسن، جناب چیئرمین! سپریم کورٹ کے اندر کیس ہے اس کا جب بھی فیصلہ ہوگا۔ لیکن میں یہاں پر یہ عرض کروں گا کہ کل ہم نے میٹنگ کی شوگر مل ایسوسی ایشن کے ساتھ اور اس میں ہم نے یہ بات کی ہے کہ کوئی ایسا mechanism بنایا جائے جس کے تحت گنے کی recovery اور کوالٹی کے حساب سے کسان کو پیسے دیئے جائیں۔ مل مالکان اس پر agree کر گئے ہیں لیکن ابھی تک یہ حتمی بات نہیں ہے کیونکہ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ شوگر کنٹرول ایکٹ، 1950 کو مکمل طور پر ہم تبدیل کریں تاکہ یہ جو مسائل ہر سال کسان اور مل مالکان کے درمیان پیدا ہو رہے ہیں، ان کو ہم ختم کریں۔ اس وقت صوبوں کے ساتھ بات چیت ہو رہی ہے۔ مجھے امید ہے کہ انشا اللہ تعالیٰ جلد ہی اپنی input دیں گے اور ہم Sugar Control Act موجودہ حالات کے مطابق finalise کریں گے تاکہ کسانوں کا زیادہ سے زیادہ فائدہ ہو۔

سینیٹر رضا محمد رضا، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو وزیر صاحب ابھی فرما رہے ہیں، الیاس صاحب نے پوچھا بھی یہ ہے کہ ہم چینی اور گندم میں کیوں خودکفیل نہیں، اس کے

اسباب کیا ہیں۔ ڈیڑھ ' ڈیڑھ لائن کا جواب ہے کہ 21 ملین ٹن کی ضرورت تھی' 20 ٹن پیداوار ہوئی اور گنے کی فصل خراب ہوئی۔ جواب کا یہ کوئی طریقہ ہے! انہوں نے اسباب پوچھے ہیں' اسباب یہ ہیں کہ یہ زرعی ملک ہے ہمیں گندم ایکسپورٹ کرنی چاہیے تھی' ہمیں چینی ایکسپورٹ کرنی چاہیے تھی لیکن ہمارے ملک میں نظام غلط ہے۔ بدترین جاگیرداری کا نظام ہے۔ کروڑوں ایکڑ زمین چند لوگوں کے قبضے میں ہے اور پنجاب کی بیشتر زمینیں وافر پانی کی وجہ سے راکھ بن گئی ہیں' ضائع ہوگئی ہیں' وہ فصل نہیں دے رہیں ۔ آپ ہمیں supporting price کی گارنٹی نہیں دیتے بالخصوص پشتونخواہ وطن میں گنے کی فصل کے لئے ڈیرہ اسماعیل خان سے چار سدہ تک تمام علاقہ بہترین پیداوار کا علاقہ ہے لیکن وہاں پر آپ نے اجارہ قائم کرنے کے لئے-----

جناب چیئرمین : آپ نے سوال کر لیا' تشریف رکھیے' جواب سنیں۔ Question Hour ختم ہو رہا ہے۔

سینیٹر رضا محمد رضا : آپ جب زمینداروں کو' کاشتکاروں کو گنے کی فصل لینے کی گارنٹی نہیں دیتے' جب آپ گندم کے کاشتکاروں کو گارنٹی نہیں دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین : رضا صاحب! آپ تشریف رکھیے' سن لیں' اب آپ دہرا رہے ہیں' وقت ختم ہو رہا ہے' اب جواب سن لیں۔

جناب سکندر حیات بوسن : جناب چیئرمین! یہ جو بات معزز سینیٹر نے کہی ہے اگر وہ مہربانی کر کے جواب کی طرف دیکھیں تو اس کے اندر یہ کہا گیا ہے کہ 20.8 بلین ٹن ملک کی ضرورت ہے اور ہم نے اس دفعہ جو produce کی ہے وہ 21.6 بلین ٹن ہے یعنی کہ جو آپ کی ضرورت ہے اس سے زیادہ ملک میں پیداوار ہوئی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے support price کی بات کی تو یہ بات ریکارڈ کے اوپر ہے کہ اس سال جو support price announce کی گئی تھی اس کے مطابق ہمارے farmer کو پیسے ملے۔ اس سال کم از کم کوئی بندہ یہ نہیں کہہ سکتا۔ ویسے کوئی سیاسی مخالفت کی بنیاد پر کوئیبات کہے تو اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ لیکن this is on record کہ اس سال ہر farmer کو چار سو روپے کے مطابق قیمت ملی ہے بلکہ بعض جگہوں پر چار سو روپے سے زیادہ بھی قیمت ملی ہے۔ Wheat کے معاملے میں

تو ان کو یہ چیک کرنا چاہیے کہ ہمارا ٹارگٹ 20.2 ملین ٹن کا تھا اور ہم نے achieve کیا ہے 21.6 اور ملک کی ضرورت 20.8 ہے تو اس حساب سے ان کو شاباش دینی چاہیے کہ اس سال اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ریکارڈ production ہوئی ہے۔

دوسری بات جو sugarcane کے متعلق انہوں نے کی ہے۔ Wheat واحد ایک ایسی فصل ہے جس کی support price ہوتی ہے' اس کے علاوہ کوئی ایسی فصل نہیں ہے۔ ان کو ہم صرف یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ indicated price ہے اور sugarcane کی جو قیمت ہوتی ہے' وہ price مرکزی حکومت announce نہیں کرتی respective provinces announce کرتے ہیں۔ ہرصوبے کا اپنا prerogative ہے کہ وہ اپنے صوبے کے لئے جو بھی قیمت مقرر کرے۔ جس طرح آپ نے دیکھا' اس دفعہ انہوں نے پنجاب میں 45 روپے مقرر کی' سندھ میں اس کی قیمت 48 روپے' NWFP نے بھی 48 روپے مقرر کی ہے' تو یہ province کا prerogative ہے کہ وہ جو بھی قیمت مقرر کریں۔

+(The Question Hour is over the remaining questions and their answers will be placed on the table of the House)

71. ***Mr. Ilyas Ahmad Bilour:** (Notice received on 18-10-05 at 11.00 a.m.)

Will the Minister for Food, Agriculture and Livestock be pleased to state whether it is a fact that Pakistan is not self sufficient in production of wheat and sugar, if so, its reasons?

Mr. Sikandar Hayat Khan Bosan:

Wheat

Wheat production of 21.6 million tons was sufficient to meet domestic requirement/20.8 million tons for 2004-05.

Sugar

Pakistan was not self sufficient in sugar production in the year 2004-05 due to short sugarcane production crop.

72. ***Mr. Ilyas Ahmad Bilour:** (Notice received on 18-10-05 at 11.00 a.m.)

Will the Minister for Food, Agriculture and Livestock be pleased to state whether it is a fact that pesticides used in farms and other places pose any hazard to the environment, if so, the remedial measures adopted in this regard?

Mr. Sikandar Hayat Khan Bosan: Agricutural Pesticides are regulated under the provisions of Agricultural Pesticides Ordinance 1971, No pesticides other than internationally recommended for use is registered in Pakistan. Pesticides use on agricultural farms in recommended dosage and according to recommended methods pose no significant hazard to the environment.

The government has banned all pesticides having potential for damaging environment.

"UNSTARRED QUESTIONS AND THEIR REPLIES"

for Friday, the 18th November, 2005

16. **Syed Hidayatullah Shah:** (Notice received on 24-09-05 at 12.35 p.m.)

Will the Minister for Health be pleased to state the number, names nd location of hospitals, dispensaries and research institutes under the administrative control of federal government indicating also the number of support staff working there and the details of facilities available there?

Mr. Muhammad Nasir Khan: Hectic efforts are being made to get the requisite information. The consolidated reply of the said Senate Questions will be furnished at the very earliest on top priority basis.

17. **Dr. Muhammad Ismail Buledi:** (Notice received on 24-09-05 at 3 20 p.m.)

Will the Minister for Industries, Production and Special Initiatives be pleased to state the number of persons working in Pakistan steel mills with province-wise break-up?

Mr. Jehangir Khan Tareen: 12943 employees are working in Pakistan Steel Mills. Province-wise and grade-wise break-up is annexed.

ANNEXURE

PAKISTAN STEEL
(ADMINISTRATION & PERSONNEL)

PROVINCE WISE BREAK-UP OF EMPLOYEES
AS ON 30-09-2005.

DESIGNATION / GRADE	TOTAL	PUNJAB	SINDH		N.W.F.P.	BALOUCHISTAN	F. A. T. A
			URBAN	RURAL			
OFFICERS							
Chairman/Director (PSMC-I)	02	01	01	0	0	0	0
Principal Exe.Officers(PSMC-II)	06	04	02	0	0	0	0
General Manager (PSMC-III)	17	12	05	0	0	0	0
Deputy General Manager (PSE-V)	56	22	16	09	09	0	0
Manager (PSE-IV)	299	97	102	60	26	06	06
Deputy Manager (PSE-III)	807	259	322	150	41	20	07
Assistant Manager (PSE-II)	848	231	417	142	32	15	03
Junior Officer (PSE-I)	5448	1422	2881	725	332	48	07
TOTAL	7483	2048	3746	1086	440	89	23
STAFF / WORKERS							
Pay Group-VII	1952	506	1026	188	181	20	03
Pay Group-VI	1726	456	860	174	197	05	06
Pay Group-V	923	204	493	99	94	07	09
Pay Group-IV	592	98	365	66	47	10	02
Pay Group-III	165	28	98	25	08	04	01
Pay Group-II	87	07	49	22	06	01	01
Pay Group-I	15	01	[illegible]	02	02	0	0
TOTAL	5460	1300	[illegible]	576	535	47	22
GRAND TOTAL	12943	3348	[illegible]	1662	975	136	45

18. **Professor Khurshid Ahmed:** (Notice received on 27-09-2005 at 12.30 p.m.)

Will the Minister for Health be pleased to state:

(a) *the number of persons died and of those affected by the gastro diseases in the country from 1st January to 25th September, 2005 with district-wise break-up; and*

(b) *the steps taken by the Government to control these diseases?*

Mr. Muhammad Nasir Khan: Hectic efforts are being made to get the requisite information. The consolidated reply of the said Senate Questions will be furnished at the very earliest on top priority basis.

Mr. Chairman: Question Hour is over, we will now begin with the applications.

محترمہ عابدہ سیف ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۵ اور ۱۶ نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں تھیں - اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، محترمہ نکہت مرزا صاحبہ ذاتی مصروفیا ت کی بنا پر مورخہ ۱۵ اور ۱۶ نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں تھیں۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، قاری محمد عبداللہ صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ ۱۸ نومبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، میر محمد نصیر مینگل نے اطلاع دی ہے کہ وہ تاحال کراچی میں ہیں اس لیے آج مورخہ ۱۸ نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

Now we will continue discussion on the commenced motion on the situation arising out of the earthquake on 8th October.

(مداخلت)

جناب چیئرمین، تشریف رکھیئے ، ابھی بہت سے speakers رہتے ہیں۔نہیں بلیدی صاحب، تشریف رکھیئے۔ نہیں ہے - I will request the honourable speakers, it was agreed in this House, maximum 10 to 12 minutes. So, we should abide by the time constraint and not go beyond that.

دوسرا میں عرض کروں کہ میرے پاس جو speakers کی ترتیب آئی ہے 'لیڈر آف دی ہاؤس اور لیڈر آف دی اپوزیشن نے دی ہے،' اگر آپ کوئی تبدیلی چاہتے ہیں تو ان سے رجوع کرلیں کیونکہ انہوں نے باہمی discussion کے بعد کیا ہے،' تو میرے لیے یہ ٹھیک نہیں ہوگا کہ میں اُس کو تبدیل کر لوں، تو مہربانی کر کے،' ان سے رجوع کرکے بھجوائیں، وہ جو بھی changes چاہتے ہیں۔ جی پروفیسرغفور صاحب۔

سینیٹر پروفیسرغفور احمد: ایسا کوئی decision نہیں ہوا ہے۔

جناب چیئرمین، وہ نہ بھی ہو،' اگر ان کے through آئے تو میرا خیال ہے ایک ہی channel رکھیں، پھر اس طرح Leader of the Opposition کے ساتھ وہ آپس میں طے کر لیں گے۔ کیونکہ بعد میں اگر میں change کرتا ہوں تو اعتراضات آتے ہیں کہ ہم نے یہ commit کیا ہوا تھا۔ The first speaker is Mr. Hidayat Ullah Shah. Not here, then Mr. Nisar Memon.

FURTHER DISCUSSION ON THE COMMENCED MOTION: RE; THE REPERCUSSIONS OF EARTHQUAKE

سینیٹر نثار احمد میمن: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! تاریخ میں ہم نے دیکھاہے کہ بڑے سانحے ہوئے ہیں،' المیے ہوئے ہیں اور اگر ہم 2005ء کے پاکستانی سانحے کو،' جو earthquake آیا ہے۔ اس کو تاریخ کے حوالے سے دیکھتے ہیں تو ہمیں یہ یاد آتا ہے کہ پچھلی صدی کے پہلے quarter میں 8.8 سے کولمبیا میں ایکواڈور میں ایک زلزلہ آیا تھا۔ مگر وہاں ہزار کے قریب اموات ہوئیں،' اسی quarter میں ہم دیکھتے ہیں تو ایک چائنا میں 7.8 کا زلزلہ آیا مگر وہاں پر اموات دو لاکھ کے قریب ہوئی ہیں ۔پھر ہم آگے جاتے ہیں پچھلی صدی کے دوسرے quarter میں تو کوئٹہ کا حوالہ آتا ہے،' جہاں پر 7.5 کا زلزلہ آیا اور وہاں پر پچاس ہزار کے قریب اموات ہوئیں اور اُسی صدی میں ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ 7.9 کا چائنا میں زلزلہ آیا مگر اموات اس سے زیادہ تھیں۔ اگر اس طرح سے ہم آتے ہیں تو آخری quarter میں ہم نے دیکھا کہ سب سے بڑا Smatra میں ہوا تھا،' وہاں پر earthquake کی وجہ سے اور سونامی کی وجہ سے 2,83,106 لوگوں

کی اموات ہوئیں اور magnitude 9.1 تھا۔ اب ہم آتے ہیں اپنے گھر کے قریب جہاں پر ہم نے دیکھا کہ آزاد کشمیر اور فرنٹیر میں زلزلہ آیا ہے، حالانکہ اس کا magnitude 7.6 تھا مگر اموات 80,85 ہزار سے بڑھ گئی ہیں۔ مگر اس کا impact، جب ہم اس ساری تاریخ کا جائزہ لیتے ہیں تو ان سارے زلزلوں سے اور سونامی سے اس کا impact کہیں زیادہ ہے 'اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ بہت بڑے علاقے میں پھیلا ہوا ہے اور یہ area وہ ہے جو کہ پہاڑی علاقہ ہے اور پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے وہاں پر land slide آنے کی وجہ سے راستوں کا بند ہو جانا، ٹنل کا بند ہو جانا۔ لہذا یہ سب سے بڑا نہ ہی سہی مگر متاثرین اس کے سب سے زیادہ ہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آج اگر میں صرف اتنا mention کروں کیونکہ اگر ہم اس کی تفصیل میں جاتے ہیں تو وقت زیادہ چلا جائے گا۔ میں صرف اتنا بتاؤں گا کہ بالاکوٹ کی population کے نوے فیصد اس سے affect ہوئے ہیں۔ پھر مظفرآباد کو دیکھتے ہیں تو ۸۰ فیصد لوگ اس سے متاثر ہوئے ہیں اور اسی طرح سے باغ کے لوگ بھی متاثر ہوئے ہیں۔ میں وقت کی کمی کی وجہ سے detail میں نہیں جا سکتا۔ مگر جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس کی وجوہات کیا تھیں؟ تو مجھے یہ بتاتے ہوئے فخر محسوس ہوتا ہے کہ Geological Survey of Pakistan نے اپنی رپورٹ میں یہ دیا ہے and I like to quote اور ان کا کہنا یہ ہے کہ انڈیا، بنگلہ دیش اور پاکستان کے بارے میں دیا ہوا ہے کہ یہ areas وہ ہیں

and I quote "India, Pakistan and Bangladesh comprise almost precisely what geologists called tectonic plates. The Indian plate is moving northward at about a year course that also generates the Himalayas

اور اسی کی وجہ سے یہ ساری چیزیں آئی ہیں اور اس میں کہا جاتا ہے Geological Survey of Pakistan اور ڈاکٹر روجر بل ہینڈ یہ اتھارٹیز ہیں جنہوں نے اس کا ذکر کیا ہے اور یہاں پر میں سمجھتا ہوں۔ یہ ایک اور quote میں کرنا چاہوں گا۔

"The Death and Destruction in Muzaffarabad, Hazara, Kohistan, NWFP, Islamabad, AJK and Disputed Kashmir Areas: As the geological reckoner of the seismic actions indicate that conversion plates characterized by the

Continent to Continent collision, abduction and thrusting is alive".

میں اس کو یہیں پر چھوڑتا ہوں۔ یہ بتانا چاہتا تھا کہ یہ ایک situation ہو چکی ہے مگر it is an alive situation اور اس کے بعد میں آنا چاہتا ہوں اپنی دوسری چیز پر کہ پاکستان کی عوام نے خاص طور پر پاکستان کے نوجوانوں نے چاہے وہ سمندر سے لے کر پہاڑوں تک ہو یا ریگستان سے پنجاب تک ہو انہوں نے، سب نے مل کر حصہ لیا۔ اس میں NGOs نے بڑھ کر حصہ لیا۔ ڈاکٹرز نے بہت نمایاں کردار ادا کیا۔ Political parties نے بھی اس میں بہت زیادہ امداد کی ہے۔ مگر سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ volunteers جب یہ حادثہ ہوا ہے تو گھروں سے نکل چکے تھے۔ ان کی منزل صرف affected areas تھے۔ اپنے بھائی، بہن اور بچے جو وہاں تکلیف میں تھے ان کی طرف گئے۔ میں صرف ایک نوجوان کا ذکر کرنا چاہوں گا کیونکہ یہاں ہزاروں داستانیں ہیں۔ یہ وہ نوجوان ہے جو کراچی سے نکلتا ہے۔ وہ لاس اینجلس کا fashion designer ہے، اپنی بیوی کے ساتھ نکلتا ہے جو کہ ایک Gynecologist ہے اور جاکر بٹگرام میں کام کرتے ہیں۔ وہاں پر انہوں نے خود پہاڑوں میں ۲۵ میل hiking کرنے کے بعد ۹ بچے بھی deliver کئے ہیں۔ میں یہ بتانا چاہ رہا تھا کہ یہ صرف ڈاکٹروں کا نہیں ہے ساری قوم نے کام کیا ہے۔ ان سب کو ہمیں خراج تحسین پیش کرنا پڑے گا کیونکہ سب نے بڑا کام کیا ہے۔ انٹرنیشنل سینٹرز نے بھی اس میں بہت نمایاں کردار ادا کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم hospitals کے لسٹ کو دیکھتے ہیں۔ کون کہتا ہے کہ پاکستان کی حکومت یا پاکستان کے ادارے چاہے CDA ہو، تو اگر CDA کی آپ لسٹ دیکھیں گے تو آپ کو میں یہ سارا present تو کر نہیں سکتا چونکہ وقت کی کمی ہے مگر یہاں پر پورے جو figures دیے گئے ہیں اس میں clearly آتا ہے کہ چاہے وہ field hospitals AJK میں ۱۲ ہوں یا NWFP میں ۱۰ ہوں، Medical teams ہوں یا rescue teams ہوں ہر ایک نے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ بیٹھ کر ان پر تنقید کرنے کی بجائے ہم ان کو خراج تحسین پیش کریں کیونکہ ابھی بھی بہت کچھ کرنے کو ہے۔ اگر یہ تنقید چلتی رہی تو ان لوگوں کا کیا ہوگا جو گھروں سے نکلے ہیں۔ گاڑیوں میں سوئے ہیں، ٹینٹوں میں سوئے ہیں، زمین پر اور کھلے آسمان تلے سوئے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر آپ چاہیں تو میں یہ لائبریری میں رکھ دوں گا تاکہ ہمارے دوست

دیکھ سکیں کہ چاہے وہ CDA ہو یا حکومت پاکستان ہو یا حکومت سرحد ہو یا حکومت آزاد کشمیر ہو جو کہ ٹوٹ چکی تھی۔ مظفر آباد ختم ہو گیا تھا مگر وہاں کے Prime Minister نے ایک ٹینٹ میں بیٹھ کر حکومت چلائی ہے۔ الحمدللہ زندگی واپس آ چکی ہے اور آ رہی ہے۔ میں لوگوں کو بھی خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں جو خاص طور پر International Medical Associations سے وابستہ ہیں۔ انہوں نے نہ صرف ایک ہزار pre-fabricated گھر بنانے کی پیشکش کی ہے بلکہ وہ ایک village of hope بھی بنا رہے ہیں جس میں orphans رہیں گے ۔ پہلی کھیپ میں انہوں نے سو کے قریب tents دیے ہیں ۔ اصل میں یہ tents polythene coated ہیں اور ان میں snow resistance کی quality بھی ہے اور یہ minus twenty degree temperature تک resist کر سکتے ہیں۔ میں اس کی تفصیل بھی یہاں رکھ دیتا ہوں تاکہ لوگوں کو پتا چلے کہ یہ کون لوگ ہیں جو یہ کام کر رہے ہیں۔ جناب والا! یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے institutions قائم کئے ہوئے ہیں اور ان کا نام لینا ضروری سمجھتا ہوں، ان کا نام سید ارشد حسین ہے جنہوں نے International Centre for Psycho and Social Trauma کھولا ہوا ہے۔ یہ University of Missouri, Columbia سے آئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے Tsunami میں بھی کام کیا ہے۔ انہوں نے چیچنیا میں بھی کام کیا ہے، بوسنیا میں بھی کام کیا ہے۔یہ وہ پاکستانی امریکن ہیں جنہوں نے دنیا کے ہر حصہ میں کام کیا ہے اور اب یہ پاکستان میں بھی کام کر رہے ہیں۔ یہ ساری information میں یہاں پر رکھ دوں گا تاکہ ہمارے دوستوں کو پتا چلے کہ کون کون کیا کر رہا ہے ۔ جناب والا! داستانیں بہت ہیں، کہانیاں بھی بہت ہیں اور حقائق بھی بہت ہیں مگر میرے پاس وقت نہیں ہے کہ میں ان سب کو یہاں پیش کروں۔ اس لئے میں یہ ساری تفصیل لائبریری میں رکھ دوں گا۔ اگر کوئی دوست دیکھنا چاہے تو اسے دیکھ لے۔

جناب والا! میں مسلم لیگ کے حوالے مزید کچھ نہیں کہوں گا کیونکہ سید مشاہد حسین صاحب، ہمارے سیکرٹری جنرل نے اس حوالے سے ہاؤس کو بتا دیا ہے۔ میں صرف تین یا چار چیزیں بتانا چاہوں گا جن کا انہوں نے directly ذکر نہیں کیا۔ ہماری strategy ایک ہی تھی۔ پہلے چوہدری شجاعت حسین ملک سے باہر تھے۔ یہ واقعہ 8 / 1 اکتوبر ہوا ہے اور 8 اکتوبر کی رات کو ہی ایک meeting میں سید مشاہد حسین صاحب نے یہ فیصلہ کیا کہ مجھے National Coordinator

بنایا جائے گا۔ ہم نے دوسرے دن ہی اپنے مشن پر کام کرنا شروع کر دیا تھا اور اس کا ذکر مشاہد صاحب نے اپنی تقریر میں کیا ہے۔ مگر چار حقائق ہیں جو میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب والا! پہلے یہ فیصلہ کیا گیا کہ ہم جو کچھ کریں گے، وہاں پاکستان مسلم لیگ کے جھنڈے کو سامنے نہیں لائیں گے چونکہ یہ ایک قومی مسئلہ ہے، یہ قومی سانحہ ہے۔ لہذا اس وقت پارٹی scoring کی بات نہیں ہو رہی ہے اور اسے ہم نے ابھی تک قائم رکھا ہوا ہے۔ دوسری بات ہم نے یہ طے کی کہ ہم دور دراز علاقوں میں جائیں گے جس کا منہ بولتا ثبوت یہ ہے کہ جب چار دن کے بعد چوہدری شجاعت آئے تو ہم سب مل کر سب سے پہلے الائی کے area میں گئے۔ پھر یہ طے کیا گیا کہ جو کام بھی کیا جائے گا وہ ایک coordinated effort ہوگا، چاہے جماعت اسلامی گھر بنا رہی ہے، اسے بھی ہم نے جا کر دیکھنا ہے کہ آیا ایسے گھر ہونے چاہئیں یا ہمارے تیار کردہ ماڈل کے مطابق ہونے چاہئیں۔ جس coordination کا ذکر جناب مشاہد حسین نے کیا ہے پھر اسے ہم نے بند کر دیا کیونکہ جب یہ toll free وزیر اعظم ہاؤس سے شروع ہوتا ہے تو ہم نے کہا کہ اب یہ ساری کارروائی وہاں سے ہونی چاہئیے۔ پھر جب صدر صاحب اعلان کرتے ہیں تو ہم ساری funding بھی وہیں پر دے رہے ہیں اور اس کا ذکر بھی بہت سارے حوالہ جات میں آتا ہے مگر ہم نے coordination پر زیادہ یقین رکھا۔ پارٹی کی طرف سے NGOs کی meetings بھی بلائی گئیں جس کی راہنمائی پارٹی کے کسی شخص کو نہیں دی گئی بلکہ یہ شہناز وزیر علی صاحبہ کو دی گئی تاکہ وہ اسے حکومت کے ساتھ مل کر coordinate کریں۔ اس طرح ہم نے ایک coordination کے تحت کام کیا ہے۔ میں اب آخر میں پارٹی کی طرف سے صرف یہ کہوں گا کہ Frontier کے far flung areas میں سو گھر بنائے جا رہے ہیں اور سو گھر ماڈل کے طور پر کشمیر میں بنائے جا رہے ہیں۔

جناب والا! اس کے علاوہ ایک پوری رپورٹ ہے جسے ہم public کریں گے کہ پارٹی کے لوگوں نے individually کیا کیا کام کئے ہیں اور کیا کیا کارنامے سر انجام دیے ہیں، یعنی کتنے ہسپتال بنائے ہیں یا کیا کیا چیزیں دی ہیں۔ جناب والا! اب میں ایک نہایت ہی اہم سوال کی طرف آتا ہوں جو یہاں اٹھایا گیا ہے اور جس سے لوگوں میں ایک ابہام پیدا ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین: جی! میں بالکل وقت کاخیال رکھ رہا ہوں۔

سینیٹر نثار احمد میمن :جناب والا! میں اس وقت نہایت اہم قومی فریضہ ادا کر رہا ہوں اور اس میں وقت حائل نہیں ہونا چاہیئے۔ مجھےتھوڑا سا تعجب ضرور ہوتا ہے کہ کل تک تو وقت مقرر نہیں تھا---

جناب چیئرمین: میں ذرا واضح کر دوں کہ یہ فیصلہ پرسوں ہاؤس میں ہی ہوا تھا۔ اگر آپ اس وقت موجود نہیں تھے تو یہ میرا قصور نہیں ہے۔

سینیٹر نثار احمد میمن : میں اس چیز کو سمجھتا ہوں مگر میں آپ کو صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ یہاں ایک سوال بار بار اٹھا ہے کہ فوج یا حکومت بہت دیر سے امدادی کاموں میں لگی ہے۔چونکہ میں سینیٹ کی Defence Committee کا چیئر مین ہوں۔ اس حوالے سے میں اور مشاہدحسین صاحب نے فوج کے ساتھ مل کر کام کیا ہے۔ اس لئے میں فوج کی طرف سے آپ کو بتانا چاہتاہوں کہ ہم نے فوج کے ساتھ کیا کام کیا ہے اور فوج کا اس میں کیا کردار رہا ہے۔ آج میں نے دیکھا ہے کہ عمران خان نے بھی ایک talk show میں کہا ہے کہ فوج بڑی دیر سے آئی تو میں آج حقائق اور chronology آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں کیونکہ جب سے یہ سب کچھ ہوا ہے، میں نے ان کے ساتھ بڑا closely کام کیا ہے۔ 18 اکتوبر کو 9 بجکر 5 منٹ پر Army Aviation کے دو Helicopters, Margalla Towers پر پہنچے ہیں اور ان میں سے ایک Helicopter directly Bagh چلا جاتا ہے اور وہاں 9 بجکر 45 منٹ پر پہنچتا ہے۔ At 10:30 leading elements of the Army, Margalla Towers پر پہنچ جاتے ہیں۔ میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ 9 تاریخ نہیں 8 تاریخ کو 11 بجے Chief of the General Staff, General Officer Commanding, Army Aviation and Corps Commander, Engineers کے ساتھ جموں اورکشمیر کے affected areas کی aerial reconnaissance کرتے ہیں اور elements of Army Engineers گیارہ بجے مارگلہ ٹاور پر آنا شروع ہو جاتے ہیں اور آرمی ہیلی کاپٹر مری ڈویژن سے مظفرآباد اورباغ پہنچائے جاتے ہیں۔ حضور والا! اسی دن 11:15 بجے General Officer Commanding, Murree Division وہاں پہنچتے ہیں and he

assumes control of the relief activities at Muzaffar Abad and surrounding areas. کون کہتا ہے کہ حکومت پاکستان، آرمی جس کا حصہ ہے وہ وہاں پرنہیں تھی۔ آرمی نے اسی منٹ سے شروع کر دیا تھا اور 11:30 پر آرمی کا پہلا ہیلی کاپٹر وہاں سے casualties کو اٹھا کر Combined Military Hospital, جس کا میں نے دوسرے دن دورہ کیا، وہاں لے آتے ہیں۔ فیاض ارباب عباسی کو جو باغ کا بیس سالہ resident ہے multiple fracture کے ساتھ اور دوسرے لوگوں کو لے آتے ہیں۔ Frontier Works Organization کے engineers نے بھی ساڑھے گیارہ بجے کام شروع کر دیا تھا۔ بارہ بجے راولپنڈی کے local units نے اپنا movement complete کر لیا تھا اور دو، اڑھائی گھنٹے کے اندر ambulances مارگلہ ٹاور سے زخمیوں کو Combined Military Hospital پہنچاتی ہیں۔ اسی دن ساڑھے بارہ بجے چھ MI-17 Helicopters alongwith the medical team مظفرآباد اور باغ جاتے ہیں، damages کی assessment بھی کرتے ہیں اور وہاں سے casualties evacuate کرتے ہیں۔ by the last flight 700 اس کا مطلب یہ ہے کہ رات کی تاریکی ہونے سے قبل 709 casualties جس میں سے صرف 277 military کے تھے، وہ وہاں سے evacuate کر کے Combined Military Hospital لائے جاتے ہیں اور بارہ بجکر چالیس منٹ پر Combined Military Hospital, Murree پہلی casualty receive کرتا ہے۔

(اس موقع پر نماز جمعہ کی اذان سنائی دی)

جناب چیئرمین! شیزا جو پہلی casualty ہے، سترہ سالہ شیزا جسے مظفرآباد سے multi-fractures کے ساتھ Combined Military ہسپتال مری میں لایا جاتا ہے۔ اس کے بعد ۲ بجکر ۵۵ منٹ اسی دن ایبٹ آباد کے soldiers کو order ملتا ہے in the area of the Frontier اور چار بجے initial assessment of the entire affected areas of Pakistan on both the sides was complete جس میں مظفرآباد، راولاکوٹ، باغ سارے آ جاتے ہیں اور وہ رپورٹ چار بجکر بیس منٹ سے پانچ بجے تک صدر اور وزیر اعظم کو پیش ہوتی ہے اور صدر صاحب، وزیر اعظم کو، چیف آف دی جنرل سٹاف پیش کرتے ہیں اور صدر ان کو direct کرتے ہیں کہ ساری roads کو open کرنے کا کام تیزی سے بڑھایا جائے۔ اس میں کئی

اور چیزیں بھی ہیں ۔ چونکہ اب میں نے میرے خیال سے sufficiently prove کر دیا ہے کہ minute to minute کام ہوا ہے اور movements ہوئی ہیں۔ آخر میں ، میں یہ کہوں گا کہ ساڑھے سات بجے تک آرمی راشن ، خیمے اور دوائیاں جو ان کے پاس ہمیشہ forward areas میں موجود ہوتی ہیں ،فراہم کر رہے تھے۔ چونکہ میرا تجربہ ہے کہ جب شمالی علاقہ جات میں ۲۰۰۲ء میں زلزلہ آیا تھا تو پہلے انہوں نے ہی سامان بھجوایا تھا۔ اس کے بعد ہم نے کیبنٹ ڈویژن سے reinforcement بھیجی تھی ۔ ۹ اکتوبر کو منگلا گیریژن سے troops کی movement مظفرآباد اور مانسہرہ کی طرف ہو چکی ہوتی ہے اور ساڑھے دس بجے صبح صدر مانسہرہ ، بنگرام ، باغ ، راولاکوٹ اور مظفر آباد اور دیگر علاقوں کا دورہ کرتے ہیں۔

جناب عالی! اس طرح سے پوری chronology میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ مگر اہم بات یہ ہے کہ کمانڈر انچیف کی حیثیت سے صدر پاکستان نے یہ سب اخباروں میں شائع کیا تھا جس میں main bases and forward bases کا اعلان کیا ۔ ہر main base پر میجر جنرل موجود تھا اور پھر forward areas میں بریگیڈیر اور لیفٹیننٹ کرنل موجود تھے ۔ان کے آرمی ، پرائیویٹ اور موبائل فون نمبرز اخباروں میں چھپے ہیں تو کون کہتا ہے کہ ایک ادارہ نہیں تھا؟ کیا حکومت نہیں تھی جو اس سارے سانحے کو سنبھال لیتی ۔ میرے خیال میں حقائق کو دیکھنا ایک بات ہے ، اس سے منہ موڑنا اور چیز ہے یا حقائق کو نہ سمجھنا ایک الگ چیز ہے۔

اب آئیے! میں آپ کو صرف اتنا بتاؤں کہ آپ کی کمیٹی نے کیا کیا، چیئرمین صاحب! چیئرمین دفاعی کمیٹی کی حیثیت سے میں نے کیا خدمات پیش کیں ۔ کیونکہ اس وقت میرے نزدیک مسلم لیگ یا نثار میمن نہیں تھا ، آپ کا سینیٹ تھا ۔ پہلا میں نے یہ test کیا کہ جب کراچی کے لوگوں نے کہا کہ ریلیف کا سامان آ رہا ہے اور ایک دن جہاز نہیں تھے تو میں اس چیز میں کامیاب ہوا کہ یہاں سے ایک سی ۱۳۰ جہاز بھجوا کر بغیر کسی معاوضے کے سامان یہاں منگوایا ۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ سارا کام بغیر کسی معاوضے کے ہو رہا ہے ۔ ہم نے یہ بھی کیا کہ این ایل سی کے ٹرکوں سے وہاں سے سامان یہاں لائے ۔ ہم نے یہ بھی کیا کہ رات کو پی آئی اے کو کراچی دوائیاں دیں اور صبح نو بجے دوائیاں یہاں پہنچ جاتی ہیں اور وہ دس ہزار tetanus کے injections پھر distribute ہوتے ہیں۔

اس کے علاوہ میرے خیال میں جو سب سے اہم بات ہے اور جو کام کیا ہے وہ ڈائریکٹر جنرل لاجسٹک میجر جنرل جمیل صاحب سے رابطہ کیا اور وہاں سے focus چکلالہ پر ہوا ہے۔ میں نے چار تاریخ کو تقریر کرنی تھی وہ late ہوگئی ۱۴ تک۔ میرے پاس facts ہیں کہ اگر tents total چودہ تاریخ تک count کریں چار لاکھ تقسیم ہوئے ہیں، ان میں ایک لاکھ وہ tents ہیں جو کہ ڈائریکٹوریٹ نے بھیجے ہیں۔ خود اپنی پوری آرمی سے اور اس کے علاوہ blankets اور راشن، دوائیاں اور اس کے بھی جو حقائق ہیں حضور والا! یہاں پڑے ہوئے ہیں اور میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب ہمیں ایس او ایس کی کالز آئی ہیں تو میں نے ان کو جو بتایا ہے تو یہ خط میرے پاس موجود ہیں جو میں روزانہ ان کو بھیجتا تھا۔ جس میں area کی نشان دہی، چاہے وہ اخباروں میں آئے یا چاہے ہمیں فون آئیں سینیٹ کی طرف سے، ان کو جگہوں کا بتایا گیا اور مجھے یاد پڑ رہا ہے کہ چار لوگوں کو شدید تکلیف کے عالم میں ہمارے کہنے پر انہوں نے evacuate کیا۔

یہ پارلیمنٹ کی بالا دستی ہے، حضور والا! یہ ایک سسٹم کام کر رہا ہے جس کی بالا دستی ہے، جس کا ذکر کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ سارا میں نے بحیثیت چیئرمین، سٹینڈنگ کمیٹی کے بھجوایا ہے اور اس پر باضابطہ طور پر کام ہوا ہے اور actions لیے گئے ہیں، لوگوں کو evacuate کیا گیا ہے اور میں یہ بھی بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں نے خود black Hawks میں سفر کیا ہے جوکہ کھلے ہوئے ہیں۔ جہاں پر سردی بھی ہوتی ہے اور Chinooks میں بھی میں نے سفر کیا ہے مگر کسی aerial view کے لیے نہیں۔ سامان لے گئے ہیں وہاں پر یا تو air drop کیا ہے یا land کیا ہے اور وہاں پر medicines بھی پہنچائی ہیں۔ یہ ساری چیزیں تھیں جبکہ حقائق تو بہت لمبے ہیں مگر چونکہ آپ نے بالکل بجا فرمایا ہے کہ House کا فیصلہ ہے۔ میں اس کی قدر کرتا ہوں اور آج میں صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ جب ہم یہ initiative لیتے ہیں، چوہدری شجاعت جو کہ National Assembly Defence Committee کے چیئرمین ہیں اور میں آپ کی کمیٹی کا چیئرمین ہوں، ہم نے چوہدری صاحب کے initiative پر مل کے جب یہ فیصلہ کیا کہ ایک Joint Committee بلاتے ہیں جس میں جنرل فاروق، Rehabilitation Commissioner جو کہ Prime Minister Secretariat میں ہیں، Prime Minister House کہا جاتا ہے مگر میں سمجھتا ہوں اس کو Prime Minister Secretariat کہنا چاہیے اور دوسرے

جنرل زبیر، ان دونوں کو short notice پہ مدعو کیا۔ انہوں نے کہا کہ جی ہم آئیں گے مگر ایک بہت ہی important meeting آجاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم آدھے گھنٹے کے لیے آ سکتے ہیں، پھر meeting میں جانا ہے۔ ہم اس کو چیک کرتے ہیں کہ meeting ہے بھی یا نہیں۔ وہ meeting تھی صدر صاحب کے ساتھ، بڑی اعلیٰ کمان میں meeting ہو رہی تھی لہٰذا ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم اس کو ملتوی کریں۔ آدھے گھنٹے کی meeting کرنا سینیٹ اور نیشنل اسمبلی کے joint session کے لیے مناسب نہیں ہوگا۔ مگر افسوس کے ساتھ مجھے کہنا پڑتا ہے اور میری گزارش ہوگی بابر صاحب سے جو سینیٹر ہیں، بہت ہی نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔ اسی دن پھر ہم دیکھتے ہیں کہ condemn کیا جاتا ہے کہ وہ meeting postpone ہوگئی۔

یہ meeting ہم نے بلائی تھی کوئی requisitioned بھی نہیں تھی۔ Initiative بھی لیتے ہیں اگرقومی فرائض کی انجام دہی میں ان کو کہیں جانا پڑتا ہے تو ہم کہیں کہ نہیں جی آدھے گھنٹے میں آپ آ جائیں تو یہ مناسب نہیں ہے۔ وہ meeting حضور والا! یہ نوٹس چلا گیا ہے آپ کے سینیٹ سے۔ 21 تاریخ کو 11 بجے یہ meeting پھر ہو رہی ہے تو کون کہتا ہے کہ پارلیمنٹ کی بالا دستی نہیں ہے۔ وہ سارے آئیں گے، briefing دیں گے اور اس میں سارے ہی لوگ ہوں گے۔ وہاں پر ان سے سوالات بھی پوچھے جائیں گے، explanations بھی ہوں گی اور مجھے یقین ہے ان کو خراج تحسین بھی پیش کیا جائے گا اور جہاں انہوں نے کوئی کوتاہی کی ہوگی تو ان کے بارے میں ان کو بتایا جائے گا۔

دوسرا جو اکثر میں نے دیکھا ہے، کہنے کو تو بہت ساری چیزیں ہیں لیکن میں صرف اتنا کہوں گا کہ ان chinooks میں 7500 فٹ کی بلندی پر میں نے خود جاکے وہاں پر جبوری اور کلووال کے علاقے جہاں پر لوگوں نے دکھایا کہ یہ گاؤں کہاں ہیں latitude, longitude بھی اس وقت نہیں تھا اور پھر بھی ہم نے کام کیا اور آپ کی پاکستانی آرمی نے کیا ہے جو کہ خود affectee تھی مگر affect نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے کام جاری رکھا تھا۔

میں closing کرنا چاہوں گا اور میں صرف ان چیزوں کا جواب دوں گا جو کہ اٹھائے گئے ہیں۔ پہلا، کہ آرمی کا رول نمایاں رہا ہے، اس کےمیں نے کافی ثبوت دیئے ہیں۔ دوسرا یہ ہے کہ فنڈ کو spending term میں میرے خیال میں صدر صاحب نے خود اس اخبار میں کہہ دیا ہے

اور بار بار کہا جا رہا ہے کہ audit کیا جائے گا۔ میرے خیال میں اب مجھے کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ بھی audit ہو جائے گا اور اس میں مزید کوئی issue نہ اٹھائیں۔ میں ایک اور چیز دیکھ رہا ہوں اصلاح میں political issues اٹھائے جا رہے ہیں۔ میرے خیال میں میں اس کو condemn کرتا ہوں کہ یہ وقت وہ نہیں ہے کہ ہم سیاسی مسائل کو اٹھائیں۔ اس وقت قوم یک جہتی کی طرف گئی ہے، اللہ کرے یہ رہے۔ میں تو یہ کہتا ہوں جو between parties rifts ہیں ان کو بھی میں condemn کرتا ہوں اور جو within parties rifts ہیں ان کو بھی میں condemn کرتا ہوں کہ یہ وقت personal چیزوں کا نہیں ہے، قومی چیزوں کا ہے اور جہاں تک تعلق ہے coordination کا تو میں صرف اتنا کہوں گا کہ کیا یہ پورا ملک چل رہا تھا یا نہیں؟ ان علاقوں میں ہم جارہے تھے۔ جی ہاں کہیں کہیں مال بھی لوٹے ہیں۔ وہ بھی غریب لوگوں ہی نے لیا تھا، اس کو justify نہیں کیا جاسکتا مگر یقیناً law and order موجود تھا، ہم چوہدری صاحب کے ساتھ جہاں بھی گئے ہیں، ہوائی جہاز میں بالاکوٹ یا مظفرآباد میں by road گئے وہاں پر ہم نے کہیں بھی محسوس نہیں کیا کہ ہماری حفاظت کی کسی کو ضرورت ہے ۔ ہم گئے ہیں اور وہاں پورا law and order تھا کھانے پینے کی اشیامظفرآباد تک مل رہی تھیں ۔ ایک اور سوال اٹھایا گیا تھا نیٹو کے حوالے سے ----

Mr. Chairman: Please try to conclude now you have taken too much time.

سینیٹر نثار احمد میمن، میں conclude ہی کرنا چاہ رہا تھا اور وہی کر رہا ہوں کہ نیٹو کے حوالے سے کہا گیا کہ نیٹو کی افواج کیوں آئیں تو خدا کے واسطے یہ سنیے اور سمجھئیے کہ دس اکتوبر کو حکومت پاکستان نے request کی ہے کیا اس صورتحال میں جہاں پر آپ کے پاس صرف MI-17 سترہ موجود ہوں اور اب آپ کے پاس نوے سے زیادہ مشینیں SHENOCKS ہوں مختلف جہازوں میں وہ ہوں وہ سارے کہاں سے آئے ۔ نیٹو اپنی چار مشینیں لائی ہے اور ۱۲ نومبر تک 104 flights انہوں نے کی ہیں اور over 1580 ton انہوں نے سامان transfer کیا ہے ۔ چار مختلف ایریاز میں انہوں نے کام کیا ہے ۔ یہ CF-53 ہیلی کاپٹر کے ذریعے انہوں نے

کیا ہے۔ ان کا Military Corp ان کا جو انجینئرنگ کور ہے وہ گھر بنا رہا ہے جو کہ صاف پانی کی سپلائی کا کام بھی کررہے ہیں اور وہاں shelter کے لئے high elevation پر پانچ ہزار فٹ سے اوپر کی بلندی پر کام کریں گے ۔وہاں ان کو یہ task پاکستان کے ساتھ مل کر دیا جا رہا ہے کہ وہ وہاں ایسے bitter winter کے لئے ایسے metal cover, wooden structures بنائے اور quickly assemble کر رہے ہیں اور یہ فورس انجینئرنگ کا کام کر رہی ہے ۔

جہاں تک ان کے میڈیکل کا تعلق ہے تو انہوں نے لوگوں کو ہزاروں کی تعداد میں evacuate بھی کیا remote villages سے اور medical treatment بھی انہوں نے دی ہے۔ یہ پوری رپورٹ ہے' یہ ساری published ہے اور یہ publicly available ہے ۔ اگر کوئی سینیٹر یہ بات کرنے سے پہلے اپنا homework کرے جس طرح مشاہد صاحب اکثر کہتے ہیں homework and team work تو میں سمجھتا ہوں وہ بہت مناسب ہوگا۔ یہ سارا مجھے کسی کو دینے کی ضرورت نہیں ہے ۔ میں نے کہا کہ واقعی نیٹو نے یہ نہیں کیا ہے تو جا کر دیکھیں مجھ سے پوچھنے کی ضرورت نہیں پڑے گی اور یہ سارا موجود ہے اور یہ بھی موجود ہے کہ یہ سارا relief project میں repair کا کام ' باغ میں جو سکول repair کیے ہیں یہ فوج سے مجھے information ملی ہیں کہ ارجہ میں ' باغ میں سکولوں اور روڈز کی مرمت کی ہے اور ان کی ٹیمیں shelter کا کام پانچ سو فٹ تیس نومبر تک پورا کردیں گی اور پھر پانچ ہزار فٹ سےاوپر پندرہ دسمبر تک کریں گے ۔ یہ سارا plan کے تحت چل رہا ہے اور Medical support اور ان کے Mobile Units بھی کام کر رہے ہیں ۔ رپورٹ نہ صرف مجھے ملی ہے بلکہ یہ publish ہوئی ہے چودہ نومبر کے اخبار میں بھی آئی اگر کسی دوست نے چودہ نومبر کے بعد تقریر کرتے ہوئے یہ کہا اس سے میرے خیال میں یہ reflection ملتا ہے کہ سینیٹر کام زیادہ سوچ سمجھ کرنہیں کرتے جو کہ حقیقت نہیں ہے ۔ سینیٹر بڑا اچھا کام کر رہے ہیں۔

میں یہاں پر اب میں closing میں صرف اتنا کہوں گا کہ future کے لئے ---

جناب چیئرمین، نثار صاحب یہ پانچویں closing ہے آپ کی ۔

سینیٹر نثار احمد میمن، کرپشن کا جہاں تک تعلق ہے ہم agree کرتے ہیں۔ میں

سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو بھی عمارتیں ہم نے بنگرام میں دیکھیں ، سکول یا public places
ہیں وہ گرے ہوئے تھے۔ private places کھڑے تھے۔ میرے خیال میں اس پرہمیں ایک
قانون بنانا چاہیے کہ جو بھی public place بنے، سکول خاص طور ہمارے بچوں کے لئے اور جہاں
پر یہ public places ہوں ان کے لئے قانون بنانا چاہیے۔ میں اتفاق کرتا ہوں اور اس کرپشن
کو روکنے کے احکامات کیے جائیں۔جہاں تک transparency and accountability کی بات
ہے تو وہ صرف آپ کی کمیٹی کو بریفنگ دینے کے لئے آ رہے ہیں اور combined
Parliamentary Committee کو دینے کے لئے آ رہے ہیں ۔ کہنے کو تو بہت کچھ ہے میں کہنا
چاہوں گا کہ یہاں پر ایک رپورٹ بہت ضروری ہے کہ future میں ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ ڈاکٹر
بلہام نے یہ کہا ہے اور یہ سائنس میگزین میں چھپا ہے کہ کشمیر میں یہ جو energy release
ہوئی یہ only tenth of the energy release ہوئی ہے ۔ لہذا یاد رکھئیے کہ ابھی بہت کچھ
release ہونے کو باقی ہے اور جب یہ release ہوگی تو پھر کیا ہوگا ۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ

Himalayas contain a network of underground holes that are un-mapped

and poorly monitored by the seismic instrument اوراس کے لئے ہمیں چاہیے کہ ہم
جیولوجیکل سروے کو مضبوط کریں اور آخر میں میں یہ کہوں گا کہ ڈاکٹر صاحب جو authority
ہیں وہ یہ کہتے ہیں

and I quote . " Lessons learnt , preparedness and strict seismic building codes could have mitigated the extent of the damage and could have reduced significantly the death toll perhaps by as much as 80 per cent . The photographs and the collapsed buildings indicate lack of proper building codes, governments in the region must develop."

چاہے وہ آزاد کشمیر کی یا شمالی علاقہ جات کی یا پنجاب یا سندھ کی ہوں

"They must develop better programmes of public preparedness and designate appropriate anti seismic building codes and construction standards to provide safety from the most severe of the earthquake that

historically has affected the region and which will occur again in the future! sir this is very important

بات ہے ۔ لہذا جن لوگوں کو یہ کہا گیا تھا کہ وہ یہ کریں گے میرے خیال میں اس کی inquiry بھی ضروری ہے ۔ اگر جیالوجیکل سروے کی سائٹ پر آپ جائیں تو آپ کو پوری یہ topographic, seismic, tetonic plates سب ملیں گے تو میرا سوال یہ ہے کہ اگر یہ سب کچھ تھا تم ہم کیوں تیار نہیں تھے۔ اگر 2002 میں شمالی علاقہ جات میں زلزلے کے بعد بھی ہم تیار نہیں ہوئے ۔ اب ہمیں انکوائری کرکے ان کو سزا دینی پڑے گی کیونکہ اگر ہم یہ نہیں کریں گے تو خدانخواستہ پھر سے کہیں یہ history repeat نہ کرے۔

اب میں یہی کہوں گا کہ یہ کہا جا رہا تھا کہ فیڈرل گورنمنٹ میں ایک structure موجود نہیں تھا ، یقیناً structure موجود تھا ۔ ہاں ! کئی لوگ یہ سمجھتے ہیں rescue, relief, rehabilitation, reconstruction کی ایک ministry ہوتی' باسٹھ وزیروں میں سے ایک وزیر appoint کر دیا جاتا اور وہ یہ سارا کام کرتا ' یہ پوری ایک organization لوگوں نے بنائی ہے۔ یہ ایک طریقہ تھا مگر حکومت نے اس کو بار بار raise کیا' Prime Minister اس کو رپورٹ کر رہے ہیں' Prime Minister کے علاوہ صدر صاحب خود lead کر رہے ہیں تو میرے خیال میں focus بہت زیادہ رہا ہے ۔ میں closing میں صرف یہ کہوں گا ۔

Mr. Chairman: I will request the member to please show respect for a decision of the House.

سینیٹر نثار احمد میمن۔ اچھا جی! اب میں close کر لیتا ہوں کیونکہ آپ نے مجھے یاد دلا دیا ہے۔ اب میں یہ کہوں گا کہ ایس ایم ظفر صاحب نے کہا تھا کہ یہاں پر joint session ہونا چاہیے۔ میں اس کی تائید کرتا ہوں کہ joint session ہونا چاہیے ۔ میں حزب مخالف سے گزارش کروں گا کہ وہ اٹھ کر یہ suggest کریں ، ہم ان کو support کریں گے کہ صدر صاحب joint session میں آئیں اور وہاں آپ ان کا تالیوں سے استقبال کریں گے اور thumping نہیں ہوگی، سنیں گے تاکہ اس کے بعد بحث ہو سکے کیونکہ یہ صدر پاکستان کی accountability

ہو گی joint session کا موقع اب آپ کے پاس ہے ' ہمارے پاس نہیں ہے ' ہم آپ کی تائید کرنے کو تیار ہیں کہ صدر صاحب کو آپ invite کریں' joint session کریں اور اس کے بعد بحث ہو تاکہ پوری accountabilityاور transparency جو آپ چاہتے ہیں وہ ساری ہوجائیں۔ بہت بہت شکریہ۔

سینیٹر پروفیسرعفور احمد۔ جناب چیئرمین! آپ نے بار بار میمن صاحب کو کہا ہے کہ آپ کا ٹائم ختم ہوگیا وہ نہیں مانے، تعریف کرنے کا موقع تو انہیں پھر بھی مل جاتا۔

جناب چیئرمین ۔ میں یہی کہ سکتا ہوں کہ ممبر مہربانی کریں House کے decision کی respect کریں ۔ اب بچوں کی طرح میں سکول ماسٹر ہو کر تو بات نہیں کرنا چاہتا۔

پروفیسرعفور احمد ۔ جناب چیئرمین ! آپ مجھے بتائیں کہ کیا ہمیں بھی اس بات کا اختیار ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ اگر کوئی member relevant ہوگا' repeat نہیں کر رہا ہوگا' میں بولنے دوں گا لیکن جب کوئی نیا data دے رہا ہو جو پہلے کسی نے نہ دیا ہو تو اس کو میں ضرور allow کروں گا۔

سینیٹر پروفیسرعفور احمد۔ انہیں آپ نے بولنے کا زیادہ موقع دیا ہے۔

جناب چیئرمین۔ انہوں نے نئی چیزیں بتائی تھیں' جو data انہوں نے دیا ہے یہ پہلے ایوان میں نہیں دیا گیا یہ ایک بات ہے جو انہوں نے بولا ہے وقت زیادہ لیا لیکن چیزیں ایسی بتائیں جن کا ذکر پہلے یہاں نہیں ہوا تھا۔ اگر کوئی نئی بات کر رہا ہوگا بے شک کرے لیکن repeat کرے گا تو پھر میں ضرور point out کروں گا۔ سید ہدایت اللہ شاہ۔

سینیٹر سید ہدایت اللہ شاہ۔ شکریہ جناب چیئرمین! میں لمبی تقریر نہیں کرنا چاہتا ۔ مختصرطور پر آپ کے سامنے چند نکات پیش کروں گا ۔ آٹھ اکتوبر کو جو زلزلہ آیا تھا یہ دل ہلانے والا زلزلہ تھا اور قوم اور پوری حکومت کے لیے ایک بڑا المیہ تھا۔ اس زلزلے کےمتعلق اس وقت بھی میں نے قرآن کریم کی روشنی میں چند باتیں آپ کے سامنے بیان کی تھیں۔ یہ بات تو

حقیقت ہے کہ زلزلے جب آتے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قول کے مطابق وہ گناہ کے سبب آتے ہیں۔ بڑا گناہ قوم کی روگردانی اور بغاوت ہے اور اس کی وجہ سے قوم پر مصائب یا ابتلاء آتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر قوم اللہ کی طرف رجوع کرے تو وہ ابتلاء اور امتحان دور ہو سکتا ہے۔ ایک تو میری گزارش یہ ہے کہ قوم کو چاہیے کہ وہ اللہ کی طرف رجوع کرے۔ اللہ سے معافی مانگے تاکہ زلزلے یا اسباب ابتلاء اور امتحان کے یہ اسباب ختم ہوسکیں۔ اس کے متعلق میں نے گزشتہ بار جس دن 8 اکتوبر کو زلزلہ آیا تھا چند باتیں عرض کر دی تھیں۔ اس کے بعد جب ہم اپنے حلقے میں پہنچے جو علاقے سب سے زیادہ زلزلے سے متاثر ہوئے ان میں ضلع مانسہرہ، بٹگرام، کوہستان، شانگلہ، مظفر آباد اور باغ کے علاقے ہیں۔ جب ہم پہنچے تو بالاکوٹ کے اندر قیامت سے پہلے ایک قیامت برپا تھی۔ کچھ لوگ مکانوں کے نیچے دب گئے تھے اور سارا نظام درہم برہم ہو گیا تھا۔ سب سے پہلے جو بالاکوٹ پہنچے وہ ہمارے وزیر اعلیٰ جناب اکرم خان درانی تھے۔ جناب چیئرمین! ایک تو میری گزارش یہ ہے کہ آج تک حکومت پاکستان کی باتیں سن سن کر ہمارے کان پک گئے کہ ہم نے technology میں اور فنی تعلیم میں اتنی ترقی حاصل کر لی ہے جس کی مثال دنیا پیش نہیں کر سکتی لیکن ہم نے اپنا شہر بالاکوٹ دیکھا جو تین دن تک ملبے کے نیچے دبا رہا، لوگ چلا رہے تھے، رو رہے تھے کہ ہمیں نکالا جائے، ہمارے پاس وہاں سے ملبہ اٹھانے والی کوئی کرین نہیں تھی جس سے ہم ملبے کو اٹھا سکتے۔ ہمیں اپنی غلطی کا اعتراف کرنا چاہیے کہ اس ترقی کے دور میں ہمارے فوجی نوجوانوں کے پاس اور ہمارے دوسرے نوجوانوں کے پاس سوائے ہتھوڑے یا کرنڈی کے اور کچھ بھی نہیں تھا۔

جناب! آج تک ہماری حکومت یہ کہتی رہی کہ ہم نے فنی تعلیم میں اتنی مہارت حاصل کر لی ہے لیکن ہم نے اس زلزلے میں مشاہدہ کیا، تجربہ کیا کہ اگر دشمن کسی شہر پر حملہ کرے تو وہاں سے عمارتوں کو اٹھانے کے لیے ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو وہاں سے عمارتیں اٹھا سکے اور لوگوں کو بچایا جا سکے۔

تیسری بات اسی فنی تعلیم کے متعلق ہے ساری کی ساری roads تباہ ہوگئیں لیکن ہمارے پاس ایک یا دو bulldozers تھے جو کام کر رہے تھے، وہ بھی فوج کے پاس پہلے سے وہاں تھے، کاغان valley کے اندر وہی کام کر رہے تھے۔ ہمیں وہاں نہیں مل سکے جس کی وجہ

سے بہت ساری جانیں ضائع ہوگئیں ۔مجھے فوج کے متعلق نثار میمن صاحب کی بات سے اتفاق ہے۔ فوج کے نوجوانوں نے جس لگن سے، جس محنت سے کوشش کی لوگوں کو بچانے کے لیے اس کی مثال کہیں نہیں ملتی لیکن مجھے اس پر اعتراض ہے کہ بالاکوٹ میں، مظفرآباد میں تین دن کے بعد فوج پہنچی اور سب سے پہلے جو نوجوان وہاں پہنچے۔ جناب چیئرمین صاحب! وہ وہی لوگ تھے جن کو کہا جاتا ہے کہ یہ انسانیت کے دشمن ہیں، یہ دہشت گرد ہیں لیکن انسانیت کو بچانے سب سے پہلے وہ نوجوان پہنچے۔ اس موقع پر میں پاکستان کی عوام کو، تمام سیاسی اور مذہبی جماعتوں کو سیاست سے ہٹ کر خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ عوام نے جس طریقے سے ان مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کی یا ان کی امداد کو پہنچے اس کی مثال اس تاریخ میں کبھی ہم نے نہیں دیکھی، خواہ پنجاب کے غیور مسلمان ہوں، خواہ سندھ کے ہوں، خواہ بلوچستان یا سرحد کی عوام ہو، ہماری عوام نے جس جذبے کا اظہار کیا، جس وحدت کا اظہار کیا میں پاکستانی قوم کو سلام پیش کرتا ہوں۔ میں پاکستانی قوم کے جذبوں کو سلام پیش کرتا ہوں۔ اس وقت اس علاقے میں ہمارے سول ادارے بالکل مفلوج ہوگئے تھے۔ سارے کا سارا نظام ہماری فوج کے ہاتھ میں تھا۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ ابتدائی طور پر ہماری مجبوری تھی، لیکن میری آپ کے توسط سے جمہوری انداز میں، یہ بھی گزارش ہے کہ اگر اس کام میں سول لوگوں کو بھی شامل کیا جاتا یا وہاں کے عوامی نمائندوں کو، قومی اسمبلی کے نمائندے، سینیٹ کے ممبر اور وہاں کے ضلعی ناظمین کو بھی شامل کیا جاتا تو یہ نظام بہتر اور احسن طریقے سے سرانجام پاتا۔

جناب چیئرمین! سب سے زیادہ ضلع اورتحصیل، میری متاثر ہوئی۔ میرے علاقے کے تیس ہزار لوگ شہید ہوگئے لیکن آج تک کسی سرکاری ادارے نے، حتیٰ کہ مجھے سینیٹ کے ممبروں سے بھی شکایت ہے سوائے محترمہ یاسمین شاہ کے کسی نے میرے ساتھ اظہار ہمدردی نہیں کی اورنہیں پوچھا۔ جناب چیئرمین! آپ بھی گئے اور آپ نے بھی یہ زحمت گوارا نہیں کی کہ یہاں پر ہمارا ایک سینیٹر ہے، اس کی برادری اور اس کی قوم کا بھی آپ خیال کریں۔ رضا ربانی صاحب نے پوچھا اور لیٹر لکھا میں ان کا بھی مشکور ہوں۔ جناب چیئرمین! جب وزیراعظم صاحب وہاں پر آرہے تھے تو میں نے اور مولانا عبدالمالک صاحب نے کوشش کی کہ وزیراعظم صاحب سے ملا جائے لیکن جناب چیئرمین، افسوس ہے کہ ہمیں ان سے ملنے، ان کا استقبال کرنے سے منع

کیا گیا اور ہمیں داخل نہیں ہونے دیا گیا۔ اگر اس قسم کا نظام ہوتا کہ ضلعی حکومت، صوبائی حکومت اور مرکزی حکومتیں مل کر کام کرتیں تو میری رائے یہ ہے کہ نہ یہ شک و شبہات بڑھتے، نہ تردد کی باتیں ہوتیں اور احسن طریقے سے یہ نظام چلتا۔ بہرحال میں اس طرف نہیں جاتا، میری تجویز یہ ہے کہ کم از کم سول حکومتوں کا بھی اس میں دخل ہونا چاہیے۔ اس میں ان کا ایک کردار ہو تاکہ ہمارا یہ نظام آگے چل سکے۔

جناب چیئرمین! اس وقت ہمیں مستقبل میں تعمیر نو کے لئے دو مسائل درپیش ہیں۔ جناب چیئرمین، جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ اکثر علاقہ، مظفرآباد کا پہاڑی علاقہ، مانسہرہ کا پہاڑی علاقہ، شانگلہ پار، کوہستان، بٹگرام اور باغ کا پہاڑی علاقہ یہ برف باری کا علاقہ ہے۔ خیمے جو حکومت نے مہیا کئے ہیں اس میں ان کے تین چار ماہ گزارنے مشکل ہیں۔ میری تجویز حکومت سے یہ ہے کہ چادروں کی ہماری فوری امداد کی جائے تاکہ لوگ اس میں آگ جلا سکیں۔ اس وقت خیموں میں جو لوگ زندگی بسر کر رہے ہیں، ان کو مشکلات کا سامنا ہے۔ وہاں خیموں میں وہ نہیں رہ رہے۔ دوسرا مجھے جو خیمہ بستی میں مسائل ہیں، ایک تو سردی ہے دوسرا جو ہمارا اسلامی کلچرل ہے یا اسلامی ثقافت اور پردے کا نظام درہم برہم ہو رہا ہے۔ اگر آپ کی وساطت سے یہ ہو سکے تو بہتر ہے۔ وہاں پر جو خیمہ بستی قائم ہو رہی ہے آپ ان کو ہدایت کریں تاکہ کم از کم اس culture اور ثقافت کا بھی لحاظ رکھیں تاکہ لوگ پہاڑوں سے نیچے اتر سکیں اور ان خیمہ بستیوں میں آ سکیں اور وہاں پر چادروں کا انتظام ہو تاکہ وہاں پر وقتی طور پر لکڑی جلا سکیں۔ محکمہ جنگلات والوں کو بھی چاہیے کہ وہ ان لوگوں سے تعاون کریں جو اس سردی کے موسم میں وہاں پہاڑوں پر بیٹھے ہوئے ہیں ان پر سختی نہ کریں۔

تیسری میں نے جو ایجوکیشن کے متعلق point of order پر بات کہی تھی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے وزیر تعلیم کو جزائے خیر عطا فرمائے، اس نے تفصیل سے ہمیں بتایا اور میں مطمئن ہوا لیکن ہمارے وزیر صاحب بجلی واپڈا سے خود متاثر ہیں یہاں سے اٹھ کر چلے گئے ہیں۔ اس کے متعلق مجھے ابھی بھی شکایت ہے۔ بہت سارے علاقوں میں ابھی تک بجلی بحال نہیں ہوئی۔ مثال کے طور پر کاغان سے، بالاکوٹ سے باہر جو آبادی ہے ابھی تک بجلی کا نظام درہم برہم ہے۔ پانی کا نظام درہم برہم ہے۔ ابھی تک جو لوگ نیچے اترے ہیں وہ چالیس فیصد ہیں۔ ساٹھ

فیصد لوگ جو ہیں - اپنے گاؤں میں ہیں اور آپ وہاں پر خیمے لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں لیکن پانی کی مشکلات ہیں۔ بجلی کی مشکلات ہیں اسی طرح درہ جبوڑی جو ہے - جبوڑی سے آگے جتنا علاقہ ہے - سچاہے، دیولی ہے ، بٹل ہے وہاں پر بھی اب تک بجلی بحال نہیں ہو سکی - بٹل کے بعد کے علاقے ہیں۔ اس طریقے سے بٹگرام خاص طور پر الائی، جو سب سے زیادہ متاثر ہوا - میں آپ کے توسط سے قائد ایوان صاحب سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ بجلی کا جو نظام ہے اس کو بحال کر دیا جائے اور پانی کے جو مصائب ہیں ان کو دور کیا جائے۔

دوسرا جناب چیئرمین صاحب! ہمارے نثار میمن صاحب نے اس طریقے سے یہ کہا - جناب زلزلوں کی جو تاریخ ہے وہ عنقریب ہمارے پاس بالکل سامنے ہے - ترکی میں زلزلہ آیا ، ایران میں آیا اور پاکستان کوئٹہ میں آیا اور اسی بالا کوٹ میں ایک سال پہلے زلزلہ آیا اور ایک سو آدمی فوت ہو گئے لیکن ان ساری چیزوں کے باوجود ہماری حکومت نے اس کے بارے میں کوئی تدبیر نہیں کی - آنے والے حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے ہماری حکومت کے پاس کوئی اسباب نہیں تھے یہ آپ تسلیم کریں اور حکومت قوم کے سامنے اعتراف کرے کہ باوجود جب رپورٹیں بھی تھیں کہ وہ علاقہ ہے جہاں زلزلہ آنے کا امکان ہے اور ایک سال پہلے اسی بالاکوٹ میں اور الائی میں تقریباً ۳۰ آدمی فوت ہو چکے تھے اور بالاکوٹ میں ، تو دوسرا سب سے بڑا زلزلہ آیا اور ساتھ ہی اس نے مظفر آباد اور باغ کو بھی لپیٹ میں لے لیا لیکن افسوس یہ ہے کہ حکومت نے کوئی تدارک نہیں کیا۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ اس طرف بھی توجہ دلائیں اور اسی طریقے سے آپ اور سینیٹ کی وساطت سے میں گزارش کرتا ہوں ابھی تک زلزلے جاری ہیں ابھی تک بند نہیں ہوئے اور ان مصائب اور مصیبت کا ایک حل ہے کہ پوری قوم اللہ کی طرف رجوع کرے۔ اللہ کو راضی کریں جب اللہ راضی ہو جائے گا تو انشاء اللہ یہ مصائب دور ہو جائیں گے اور اللہ ہماری غیبی مدد کرے گا ، ہماری دوسری قوموں یا دوسرے لوگوں سے بھیک مانگنے سے جان چھوٹ جائے گی۔

تیسرا جناب چیئرمین صاحب! جناب نثار میمن صاحب نے بہت سارے دفاع کیے ہیں ، ٹھیک بات ہے اس نے کیے، ان کا نقطہ نظر ہے لیکن ہماری فوج ساری دنیا کی بہتر فوج ہے -یہ سارے مصائب سے اللہ کے فضل و کرم سے نمٹنا جانتی ہے - میں نہیں سمجھتا کہ نیٹو والوں کو

بلانا اور دوسری فوج کو بلانا ،بہتر یہ تھا کہ جو ہماری فوج وزیرستان میں ہے ۔یا مغربی سرحدوں پر ہے اس کو بلا کر مانسہرہ میں لایا جاتا مظفر آباد بلایا جاتا ، وہاں جگہ جگہ ان کی ضرورت تھی۔ بجائے وہاں سے فوج کو واپس بلایا جاتا ۔ بلکہ غیر فوجیوں کو بلانے سے ، مجھے معلوم ہے یہ تاریخ جناب چیئرمین صاحب! کہ دشمنان اسلام یا دشمنان ملک جو پاکستان میں آتے ہیں تو وہ فنی لحاظ سے 'مدد کے بارے میں آتے ہیں۔ آج تو ایسے حالات ہو گئے ہیں کہ ہم نے ان کے گلے میں ہار ڈالے ہم نے ان کو خود بلایا ۔ جناب چیئرمین صاحب! بہتر یہ تھا کہ ہماری بہادر فوج ہمارے علاقے میں آتی اور وہ ہماری مدد کرتی ، وہ ہمارے ساتھ تعاون کرتی ، بہت ہوتا تو ہمیں زیادہ نہیں تو کم امداد مل جاتی ہم پہلے شہید ہو گئے اور بھی مر جاتے لیکن ملک کا استحکام ، سالمیت یہ سب سے پیاری اور ہمارا ملک پاکستان ہے ۔ یہ جناب محمد علی جناح نے بنایا ہے اب جو غیر ملکی فوج ہے وہ حساس اداروں میں آ گئی ۔ جناب والا! ہمارے اس پر تحفظات ہیں بہرحال اللہ کرے کہ جس طریقے سے حکومت کی پالیسی ہے کہ وہ جلد ہی واپس جائیں۔ لیکن تاریخ ہم نے بھی پڑھی ہے۔ ابرہہ سے لے کر آج تک جو آئے ہیں وہ نکلے نہیں ہیں۔ آج بھی اخباروں میں آیا کہ انہوں نے یہ کہا کہ جناب ویسے تو ہمارے ۹۰ دن ہیں۔ اگر حکومت نے درخواست کی تو ہم اپنے وقت کو مزید بڑھا سکتے ہیں۔

بہرحال یہ میرے چند تحفظات تھے چونکہ وقت مختصر ہے اور میں نے جمعہ پڑھانے کے لئے جانا ہے اس لئے ان پر اکتفا کرتا ہوں۔ و اٰخِرُ دعوانا ان الحمدلله رب العالمین۔

Mr. Chairman: We should adjourn now and meet again on Monday, the 21st November, 2005 at 3.30 p.m.

انشاء اللہ پورے time پر شروع کر دیں گے۔

سبحان ربک رب العزت عما یصفون وسَلٰمٌ علی المرسلین والحمدلله رب العالمین۔

[The House was then adjourned to meet again at 3.30 in the evening on Monday, 21st November, 2005]